

ہوا، اور یہ محال ہے۔ جب دودل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی، یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت (اضافی گوشت) ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اسکی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بد گوشت (اضافی گوشت، یا خون کا لوتھڑا) بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں تو جس سے وہ اتصال متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے۔

اور آیہ کریمہ ”هو الذي يصوركم في الارحام كيف يشاء“ فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ”كيف تشاؤون و بتخیلاتکم تخترون“ جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو ویسی ہی تصویر بنا دے، یہ محض باطل ہے، اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں

میں نے وہ (۲) دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۷۵ تا ۷۷۔ جامع الاحادیث، جلد ۱۰، ص ۴۹)

امام اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں میڈیکل سائنس کے ماہرین کو دعوت تحقیق دے کر ان کی رہنمائی فرمائی۔ اور قرآن مجید فرقان حمید کی حقانیت کو واضح کر کے غیر مسلم سائنسدانوں کے تمام اعتراضات و اشکالات کا رد لکھ کر اس وقت کے سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ جس دل کا ڈاکٹروں نے انکشاف کیا ہے وہ دراصل دل نہیں بلکہ بصورت قلب اضافی گوشت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔ ”ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ“ (الاحزاب، ۴) ”اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے“

جب انسان کے اندر دو دلوں کے ہونے کا ڈاکٹروں نے بیان دیا اور قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ کو جھٹلانے کی کوشش کی تو بعض علماء نے اس آیت مبارکہ میں تاویل پس پیش کیں۔

یہی خبر جب دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کے سامنے بھی پیش ہوئی تو وہ ان الفاظ میں جواب دینے لگے:

”اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت نقل اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو ما جعل ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی دوسرے کبھی کلیہ سے اکثر یہ مراد ہوتا ہے اور اکثریت میں شبہ نہیں۔“ (بیان القرآن، ص ۸۱۷)

تھانوی صاحب کے نزدیک ایک انسانی جسم میں دو دلوں کا ہونا آیت نزول کے بعد مستقبل میں ممکن ہے۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہو تو یہ بصورت دل بد گوشت (اضافی گوشت) ہے مگر یہ دل ہرگز نہیں اور دو دلوں کا ہونا نہ ماضی میں ممکن تھا نہ حال نہ مستقبل میں۔

مگر تھانوی صاحب کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہو تو یہ ممکن ہے یعنی انسان کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں۔ یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ (احقر فاروقی) تھانوی صاحب پر بلاوجہ تنقید کر رہا ہے۔ بلکہ مسئلہ کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ اس ضمن میں اسے بیان کرنا ضروری تھا۔ اشکال کا جواب دیتے وقت شاید تھانوی صاحب شاید اپنی حکمت بھول بیٹھے کیونکہ تھانوی صاحب نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

”ذہین و عقل آدی کے دو دل سمجھا کرتے“ (بیان القرآن ج ۳ ص ۱۶۲)

پھر آگے اسی آیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جو ذوقلبین ہونے کا مدعی تھا کہ بدر سے اس حال میں بھاگا کہ ایک جوتا پاؤں

میں اور ایک ہاتھ میں ابوسفیان نے اس حال کو دیکھ کر ٹوکا تو اس نے بیان کیا کہ

دونوں جوتے پاؤں میں سمجھا تھا اس سے اس کے دعوے کا کذب صاف ہو گیا۔“

(بیان القرآن ص ۸۱۶)

اس کے بعد تھانوی نے مستقبل میں دو دل کو ممکن بتایا ہے۔

یہی نہیں بلکہ آئے اکابر دیوبند کے مزید تفاسیر سے اسی آیت مبارکہ کی شان نزول دیکھتے

ہیں۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

”آیات مذکورہ میں کفار میں چلی ہوئی تین رسوں اور باطل خیالات کی تردید ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں“ (معارف القرآن جلد ۷ ص ۸۳)

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

”یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کو قریش ذوالقلین کہتے تھے یعنی دو دل والا اس کا زعم یہ تھا کہ اس کے دو دل ہیں ایک دل تو تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا دل انکے ساتھ ہے گویا کہ وہ اس طرح اپنے نفاق اور دورگی کی تاویل کیا کرتا تھا اسکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے جاہلیت کی ایک معروف و مشہور جہالت کا رد فرمایا“ (معارف القرآن جلد ۶ ص ۲۲۳)

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”یہ آیت جمیل بن معر فہری کے بارے میں نازل ہوئی جو قریش میں بڑا ہوشیار اور قوی الحافظ آدمی تھا اس لئے قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص کے دو دل ہیں اور وہ خود بھی یہی کہتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں اسی وجہ سے میں محمد سے زیادہ عقل رکھتا ہوں مگر بدر کے دن جب مشرکین میں بھگدڑ پڑی تو جمیل اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ابوسفیان نے دیکھ کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ہے کہنے لگا میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ دونوں جوتیاں پاؤں میں پہنا ہوا ہوں اس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر دو دل ہوتے تو اس طرح نہ بھولتا یہ آیت اس زعم باطل کی تردید کے لئے نازل ہوئی

جس میں صراحت بتلاو یا گیا کہ آدمی کے دو قلب نہیں ہوتے

(معارف القرآن ج ۶ ص ۲۲۳)

اس آیت کے شان نزول پر غور کیجئے اور پھر امام اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے تھانوی صاحب کے جواب کو بھی غور سے پڑھیں۔ تو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور قرآن مجید فرقان حمید پر کامل ایمان کا ثبوت واضح نظر آئے گا۔ اور آج سائنس بھی اعلیٰ حضرت کے نظریے سے متفق ہے۔ اور شان نزول کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا علمی جواب بھی لائق تحسین ہے۔

تھانوی صاحب کے جواب سے اگر اتفاق کیا جائے تو شان نزول کے اعتبار سے کئی قباحتیں لازم آتی ہیں۔

پہلی قباحت تو یہ ہے کہ اگر مستقبل میں کسی دودل والے انسان کی پیدائش ممکن ہو تو پھر اگر اس کا ایک دل اسلام قبول کر لے دوسرا کافر رہے تو اسے کون سے مذہب پر سمجھا جائے گا کافر یا مسلمان؟ کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ضروری ہے۔ اور شان نزول میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے جو دعویٰ کرتا کہ اس کا ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے دوسرا مشرکین کے ساتھ اور قرآن مجید میں اسی نظریے کی تردید موجود ہے۔

دوسری قباحت جو سب سے اہم اور بنیادی ہے کہ اگر کوئی دودلوں والا انسان پیدا ہو جائے اور وہی جاہلیت والی رسم کی اقتدا کر کے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ عقل و فہم کا دعویٰ کرے تو تھانوی صاحب کی طرف سے کیا جواب ہوگا؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے قرآن

پاک میں ایسے ہی شخص کے دعوے کو جھٹلایا ہے جو آپ ﷺ سے زیادہ عقل و فہم کا دعویٰ کرے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ حضور ﷺ پوری کائنات میں سب سے زیادہ عقل و فہم رکھتے ہیں۔

چنانچہ قاضی عیاض قدس سرہ اپنی کتاب ”الشفاء“ میں نقل کرتے ہیں کہ روایت میں مذکور ہے:

”اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر، انتہائے آفرینش تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے، وہ اس عقل کا ایک ذرہ ہے جو سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کو بخشی گئی“ (وسائل الوصول الی شہائل الرسول ﷺ، ص ۱۰۴)

تھانوی صاحب نے استقبال میں انسانی جسم میں دو دلوں کا ممکن بنا کر اپنے پندرہ دن کی حکمت جھاڑ دی یا شاید اپنا وہ مہذبانہ اثر دکھانے کی کوشش کی جس میں وہ اکھڑی اکھڑی باتیں کرتے رہتے تھے۔

امام اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سائنسی ترقی اور مغربی دنیا سے بالکل متاثر نہ ہوئے بلکہ آپ کو قرآن پاک پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ سائنس کو اسلام کا تابع سمجھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کی تحقیق کو چیلنج کر کے دعوت تحقیق دی۔ برعکس اسکے کہ تھانوی صاحب نے سائنس کی تحقیق کو قبول کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت میں تاویل کا راستہ اپنا کر مستشرقین اور غیر مسلموں کو اعتراضات کا موقع دیا۔ اور امام اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کے تجربات، مشاہدات کو رد کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی سچائی اور حقانیت اور شان مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا دفاع کر کے مجدد کا کردار ادا کیا۔

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی معارف القرآن میں اعلیٰ حضرت کے نظریے کو مانتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر دو دل ہوں تو یہ اضافی گوشت ہوگا جسے دل نہیں کہہ سکتے۔ امام مجدد نے سائنس دانوں اور مغربی دنیا سے متاثر علماء حضرات پر واضح کیا کہ سائنس کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانش کی رقیب یا متبادل بن کر نہیں بلکہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کی خادم بن کر رہے۔ اسی لئے سائنس کو اعلیٰ حضرت کے نظریے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اس پر نئے سرے سے تحقیق کرنے لگے۔ اب سائنس کی جدید تحقیق کے مطابق انسانی جسم میں دو دلوں کا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر انسان کے جسم میں دو دل ہوں تو اسکے لئے لازم ہے کہ دوسرا جسم ہو، ورنہ ناممکن ہے کیونکہ خون کی وصولی اور ترسیل کے لئے پورا شریانی نظام چاہئے۔ اور دو دلوں کے لئے دو جسموں کا ہونا ضروری ہے۔ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق دو دلوں والے انسان پیدا ہونے کا تصور ہی نہیں۔ اسی لئے میڈیکل سائنس کے ماہرین جب دل پر تحقیق اور اسپیشلائزیشن کرتے ہیں تو ان کی اس تحقیق میں دو دلوں کے بارے تعلیم کا کوئی (Subject) ہی نہیں ہوتا۔

سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:

Aside from conjoined twins , no human is born with two hearts
یعنی جڑواں بچوں کے علاوہ کوئی بھی انسان دو دلوں کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی دو جڑواں بچے دو الگ الگ جسم رکھتے ہیں اسی لئے ان کے اجسام میں دو الگ الگ دل ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ایک جسم میں دو دل ہو سکتے ہیں۔

فقیر (فاروقی) نے کئی ماہرین امراض قلب (Heart Specialist Doctors) سے اس سلسلے میں رابطہ کیا تو ان کا یہی جواب تھا۔۔۔

There is no concept of tow hearts in human body.

یعنی انسانی جسم میں دو دلوں کا کوئی تصور نہیں۔

اگرچہ سائنس میں روزی نئی تحقیقات سامنے آتی ہیں اور نئی پرانی تحقیقات میں تضاد پایا جاتا ہے کیونکہ سائنسی تحقیق کوئی حرف آخر نہیں۔ مگر قرآن مجید فرقان حمید واحد کلام ہے جو ہر دور کے لوگوں کیلئے راہ ہدایت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے ان علماء کی بھی رہنمائی فرمائی جو سائنس دانوں کے بہکاوے میں آکر قرآن مجید فرقان حمید کی آیات میں تاویل دینے لگے اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس تاویل سے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر متعرضین کو اعتراضات کا موقع مل جائے گا۔ تاویل تو تب قبول ہوتی ہے کہ تاویل خود تاویلات کی محتاج نہ ہو جب تاویل خود اشکالات کا سبب بنے تو ایسی تاویل کا کیا فائدہ؟

اعلیٰ حضرت کو میڈیکل سائنس کے مختلف علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔

﴿۲﴾ ڈاکٹر محمد مالک صاحب نے امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس کے نام سے ایک مقالہ لکھا ہے اس میں جذام کے متعلق تحقیق شامل ہے آئیے اس مضمون کو اختصاراً ملاحظہ کرتے ہیں:

”جذام بیماری کے بارے میں میڈیکل سائنس کی یہی رائے تھی کہ یہ متعدی (Communicable) بیماری ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت وہ پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کر کے رہبر عالم اسلام کا اعزاز حاصل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ”جذام متعدی بیماری نہیں“ اعلیٰ حضرت نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کے مطابق تحقیقی تصنیف

”الحق المجتلی فی حکم المبتلی“ لکھ کر شرف تقدم حاصل کیا۔ ماہرین کے لئے اعلیٰ حضرت امام مجدد کی تحقیق گراں قدر سرمایہ ہے۔ جرمن لیڈی ڈاکٹر کرس شموزر اور راولپنڈی لپروسی ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اعلیٰ حضرت کے جذام سے متعلق نظریہ (غیر متعدی) کو خوش دلی سے سراہا ہے۔“
(ماخوذ امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، ڈاکٹر محمد مالک)

یہ تحقیق موجودہ دور کے سائنسدانوں کیلئے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اس پر غور کریں۔

(۳) ۱۸۹۶ء میں ایک پادری نے چیلنج کیا کہ ہم نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے، جو بتا دیتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا تو اللہ تعالیٰ کے علم کی کیا تخصیص ہے۔ کیونکہ قرآن کے بقول سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ حقیقت یہ ہے کہ الٹراساؤنڈ مشین منظر عام پر ہے اور یہ آلہ بھی بتا دیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ البتہ چند حالتوں میں یہ آلہ بتانے سے قاصر ہے۔ دور حاضر کے اس مسئلے کا مدلل و جامع جواب اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ نے اپنے رسالہ ”الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام“ میں دے کر سبقت حاصل کر لی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد نے اپنی اس تصنیف میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی علم اور برتری (Supremacy) کو برقرار رکھا ہے۔ مخلوق کے عطائی علم کی وضاحت کی ہے اور نفس مضمون سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کر کے فرمایا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ علم کسی کو عطا نہیں فرماتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا اگر کہیں ایسا ہے تو نشان دو۔

اسی موضوع پر ڈاکٹر محمد مالک صاحب کے مقالے کو اختصاراً پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام مجدد نے میڈیکل کے مضمون جینیٹکس (Genetics)

ایمبریالوجی (Embryology) اور بالخصوص بچہ تین پردوں میں (within three layers fetal development) پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے، اور سائنسی آلہ اثر اسائنڈ مشین کے متعلق لکھا ہے کہ ایسا آلہ ممکن ہو سکتا ہے۔ پھر سائنسی ایجاد کو فزکس کے قوانین انعکاس نور العطف نور (Law of reflection of light) اور (Law of refraction of light) کی بنیاد پر فارمولیٹ کرتے ہوئے تخلیقی ایجاد کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی یہ تخلیقی ایجاد جہاں ماہرین کے لئے دعوت فکر ہے وہاں پر ملت اسلامیہ کیلئے قابل فخر بھی ہے۔“

(ماخوذ امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، ڈاکٹر محمد مالک)

﴿۳﴾ ”نزل آیات قرآن بسکون زمین و آسمان“ زمین ساکن ہے قرآنی ثبوت۔“ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین“ لکھ کر ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا بھرپور رد کر کے عبرتناک شکست دی ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دنیا کے سامنے البرٹ ایف پورٹا کے نظریات کا پول کھل گیا۔ ”فوز مبین در حرکت زمین“ ۱۰۵ دلائل سے ٹیوٹن، آئن سٹائن، کا پرنکیس وغیرہ کا رد۔

انہی دلائل کو دیکھ کر محسن پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء کو ادارہ تحقیقات احمد رضا کے نام اپنے پیغام میں لکھتے ہیں:

”آپ (امام احمد رضا خان مجدد صاحب) کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محور گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں۔“ (امام احمد رضا خان کانفرنس کے موقع پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پیغام ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام، ص ۲)

(۵) اعلیٰ حضرت امام مجدد کے زمانے میں کرنسی نوٹ کا مسئلہ آگیا۔ مکہ معظمہ کے مفتی احناف حضرت مولانا جمال الدین بن عبد اللہ جیسے علماء نے بھی اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے سے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا ”کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے یعنی کہ وہ علما دفن ہو چکے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت سے متاثر ہو کر مولانا عبد اللہ مراد اور مولانا محمد احمد جداوی نے امام مجدد کی خدمت میں نوٹ کے متعلق بارہ سوالات پر مشتمل استفتاء پیش کیا امام اعلیٰ حضرت نے الکفل الفقہ الفہم فی احکام قوطاس الدرہم لکھ کر علماء کو حیران کر دیا اور علماء اش اش کراٹھے۔ مفتی عبد اللہ بن صدیق چل کر پکاراٹھے ابن جمال بن عبد اللہ من هذا النص الصریح۔ جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمہ اللہ کے ان مخالفین کیلئے لمحہ فکریہ جو اعلیٰ حضرت کے عقائد و نظریات پر ہر وقت تنقید کرتے رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نظریہ کو بدعت کہہ کر کرنسی نوٹ کا بائیکاٹ کریں اور بدعات سے بچنے کا ثبوت دیں۔ مگر یہ مخالفین کبھی ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سے ان کے پیٹ کو تالا لگ جائے گا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو علوم ہیئت، توقیت، نجوم، اور جفر میں بھی کمال کی دسترس حاصل تھی۔

(۶) مولانا غلام حسین صاحب ہیئت اور نجوم کے ماہر۔ ایک دن امام مجدد کے ہاں تشریف لائے اور باہمی گفتگو کے دوران ستاروں کے وضع سے بارش کے متعلق گفتگو ہوئی اعلیٰ حضرت نے پوچھا آپ کے نزدیک بارش کا کیا اندازہ ہے؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زانچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آسندہ ماہ ہوگی۔ یہ کہہ کر زانچہ امام مجدد کے سامنے پیش کیا۔ امام مجدد نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو

۔ مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کیا آپ ستاروں کی چال نہیں دیکھتے؟ امام مجدد نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ستارے بنانے والے کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگا تھا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے جواب ملا پونہ گھنٹہ۔ امام مجدد نے فرمایا اس سے پہلے نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پونہ گھنٹہ کے بعد بارہ بجیں گے یہ سن کر امام مجدد اٹھے اور بڑی سوئی گھمادی فوراً ٹن بارہ بجنے لگے۔ امام مجدد نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پونہ گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ اب کیسے بارہ بج گئے؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھمادی۔ ورنہ اپنے سے پونہ گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ امام مجدد نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن تو کیا ابھی بارش برسا دے۔ اتنا زبان مبارک سے لکھنا تھا کہ چاروں طرف گنگھو رکھنا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔

غرض امام مجدد کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ اصل قدرت اللہ عز وجل کیلئے مانتے تھے۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن و حدیث پر کامل یقین تھا۔ اور اسی کامل یقین کی بنیاد پر آپ ہر علمی میدان میں سرخرو رہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف جدید علوم پر شاہد ہیں۔ سائنس پر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور علوم کو کسی ایک مضمون میں سماتنا ممکن ہے اس کے لئے کئی جلدوں کی تصنیف درکار ہے۔ اگر کوئی صاحب ہمت اس طرف توجہ کرے اور ان مختلف علوم پر الگ الگ تصانیف لکھ کر منظر عام پر لے آئیں تو محققین سائنسدانوں کیلئے بہت بڑا سرمایہ ہوگا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سائنسی علوم پر تحقیقی تصانیف لکھ کر معروف سائنسدانوں کو

حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہاں چند تصانیف کے نام بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

”الكلمة الملهمة في الحكمة لوهاء الفلسفة المشتملة“

۱۳۳۸ھ فلسفہ قدیم کا رد، انیم اور خلا کا اثبات۔

”الكشف الشافيا في حكم فونو جرافيا“

۱۳۲۸ھ آواز کی دنیا میں حیرت انگیز تحقیق۔

”الصمصام على مشكك في آية علوم الارحام“

۱۳۱۵ھ جدید ایمبر یا لوجی اور الزا ساؤنڈ مشین پر انوکھی تحقیق۔

”الحق المجتلي في حكم المبطلی“

۱۳۲۴ھ جزام پر حیرت انگیز تحقیق۔

”تيسر الماعون للسكن في الطاعون“

۱۳۲۵ھ طاعون پر بہترین تحقیق۔

”مقامع الحديد على خد المنطق الجديد“

۱۳۰۴ھ میں Gastrointestinal physiology میڈیکل ایمبر یا لوجی پر

خوبصورتی سے بحث کی ہے۔

اس کے علاوہ تقریباً ۱۰۰ سے زائد کتب صرف جدید سائنسی علوم پر لکھی ہیں۔ صرف قادی

رضویہ ۳۰ جلدوں پر مشتمل ایک ایسا شاہکار ہے جو فقہ حنفیہ کا انسائیکلو پیڈیا بھی ہے اور

جدید مسائل، معاشی، معاشرتی، سیاسی، سائنسی، علوم کا خزانہ بھی ہے۔

امام اہل سنت کے متعلق کسی نے درست کہا ہے:

جس سمت آگے ہیں سکتے بٹھا دیئے ہیں

اکابرین دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی توہین جائز نہیں

ابوالہام محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد! شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت عظیم البرکت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت حافظ الشاہ محمد احمد رضا خان قادری حنفی سنی محمدی رحمہ اللہ کے علمی اور تجدیدی کارناموں پر زمانہ گواہ ہے۔ آپ سنی حنفی ماتریدی عقائد کے ترجمان تھے۔ آپ اسلام میں نئے عقائد اور جدید فرقوں کے سیلاب سے خود بھی محفوظ رہے اور مسلمانوں کو بھی اس سیلاب میں بہنے سے بچائے رکھا۔ آپ شدت کے ساتھ قدیم حنفی مسلک کے داعی تھے۔

مگر بعض کم فہم جاہل عیوبی، نقلیہ بندی، دیوبندی آئے دن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رحمہ اللہ پر اور آپ کی نسبت سے بریلوی کہلانے والوں پر لعن طعن کر کے کفر و شرک کے فتوے لگا کر اپنے اکابر کے اقوال و تعلیمات سے بغاوت کر بیٹھے ہیں۔ کبھی مسئلہ علم غیب، کبھی حاضر و ناظر کبھی نور و بشر اور ایسے کئی مسائل کو غلط انداز میں پیش کر کے کفر و شرک کے فتوے لگانے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

ان اختلافی مسائل پر قرآن و سنت سے علمائے اہل سنت نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں حتیٰ کہ مخالفین کی کتب سے بھی دلائل کے انبار لگائے ہیں اور اگر مزید لکھا جائے تو ہر ایک موضوع پر ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ یہاں فقیر (فاروقی) ان موضوعات پر اشارۃً

دیوبندی اکابر کے چند حوالہ جات نقل کر کے ان دیوبندی اصاغر کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اکابر دیوبند نے ان مسائل پر اہل سنت بریلوی علماء کی نہ تکفیر کی ہے اور نہ ہی اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمہ اللہ کی تکفیر و گستاخی کو جائز لکھا ہے۔ الحمد للہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اور آپ کے چاہنے والوں کو صفائی کے طور پر دیا نہ کہ اکابر کے ان اقوال کو بطور حجت پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہاں صرف ان جاہل دیوبندی اصاغر کو آئینہ دکھانا مقصود ہے۔

دیوبندی حکیم الامت کہتے ہیں کہ بریلوی علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ کی طرح علم محیط ثابت نہیں کرتے اس لئے کافر نہیں

”اب تو سنا ہے کہ وہ (بریلوی) علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط ثابت نہیں کرتے بلکہ ایک حد مانتے ہیں۔ الٰہی مایدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار۔ اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا کیونکہ صفت باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور ان میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الٰہی مایدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو پیش کرتے ہیں ناقص ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زائد سے زائد الزام ان پر یہ رہا کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شان مبتدع کی نہ کافر کی۔“

(قصص الاکابر لخصص الاصاغر، ص ۲۳۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ)

اسی عقیدہ علم غیب کے بارے میں تھا نوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ جو شخص علم بلا واسطہ کا قائل ہے وہ تو کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطاء کے واسطہ کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو گو یہ اعتقاد کذب تو ہے مگر ہر کذب تو کفر نہیں۔ ہاں البتہ عقیدہ کی معصیت فسق ضرور ہے اور میں تو کبھی ایسے شخص کو بھی کافر نہیں کہتا جو مجھے کافر کہے۔“

(ملفوظات حکیم الامت: جلد ۸، صفحہ ۹۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: صفر المظفر ۱۴۲۵ھ)

اصغر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا عقیدہ ماننا کفر و شرک ہے۔ اور اکابر دیوبند یعنی تھانوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب محیط کا عقیدہ بھی کفر و شرک نہیں۔

صاحب خیر الفتاویٰ کے نزدیک علماء دیوبند مسئلہ علم غیب پر بریلوی علماء کی تکفیر نہیں کرتے

اسی مسئلہ علم غیب کے اثبات پر اصغر دیوبند علماء اہلسنت بریلوی پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اب آئیے صاحب خیر الفتاویٰ والے اسی مسئلہ علم غیب کے باب میں علماء اہلسنت بریلوی پر کیا فتویٰ دیتے ہیں:

”اہل بدعت کے عقائد دربارہ علم غیب جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں کہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم ماکان و مایکون تسلیم کرتے ہیں اور مایکون کی تفسیر الی وقت النفخۃ الاولى یا الی دخول الجنة کرتے ہیں اور اس علم کو عطاءے باری تعالیٰ

تسلیم کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ علم جس کا اثبات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کیا جاتا ہے محدود ہے اور حادث ہے اور وہ علم جو صفت باری تعالیٰ ہے وہ قدیم اور لامحدود ہے۔ اور حادث غیر خدا کیلئے ثابت کرنا چاہے وہ کتنا ہی عظیم اور کثیر ہو شرک اور کفر نہیں ہو سکتا۔ علم غیب کلی غیر اللہ کیلئے ثابت کرنے کیلئے ماننا پڑے گا کہ ایک لامحدود اور غیر متناہی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کیا جائے حضرات بریلویہ اس کے قائل نہیں اس لئے علماء دیوبند ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

(خیر الفتاویٰ جلد اول ص ۲۰۸، مکتبہ امدادیہ ملتان،)

خیر الفتاویٰ سے بھی واضح جناب تھانوی صاحب کی تائید مل چکی۔ اب جو اصغر اثبات علم غیب پر بریلوی علماء کو کافر و مشرک کہتے ہیں وہ اپنے اکابر پر بھی حکم لگائیں۔

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حاضر ناظر، عالم

الغیب اور نور کا عقیدہ رکھنے والے مشرک نہیں

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی سے ارشاد المفتیین میں یہ سوال ہوا:

” (مسئلہ نمبر ۳۹): (۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر عالم

الغیب اور نور ہیں تو کیا ایسے شخص کو مشرک قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کیا

وجہ ہے؟“ (ارشاد المفتیین، جلد اول، ۱۲۱، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

”ایسے لوگوں کو مشرک اس لئے قرار نہیں دے سکتے کہ ان کے اقوال کی تاویل ہو

سکتی ہے نیز وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو ذاتی نہیں بلکہ عطائی خیال کرتے

ہیں، ایسے عقائد سے صرف فسق ثابت ہوتا ہے نہ کہ شرک۔“

(ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۱۲۲، مکتبہ الحسن لاہور اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

پھر آگے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کیلئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

چونکہ وہ مسلمان ہیں اس لئے دعائے مغفرت کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔

(ارشاد المفتیین، جلد اول، ص ۱۲۲، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اگرچہ علمائے اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب مانتے ہیں مگر عالم الغیب نہیں مانتے مگر یہاں مفتی حمید اللہ صاحب عالم الغیب ماننے پر بھی شرک کا فتویٰ نہیں دے رہے۔ باقی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا عین قرآن و سنت کے مطابق ہے ان کی طرف فسق کی نسبت کرنا حمید اللہ جان صاحب کی کم فہمی اور جہالت ہے اس موضوع پر علماء اہل سنت کی کافی تصانیف موجود ہیں۔

اسی مفتی حمید اللہ جان دیوبندی صاحب سے اسی طرح ایک اور سوال ہوا، سوال جمع

جواب ملاحظہ ہو:

”مسئلہ نمبر (۱۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سائل مسلک دیوبند سے تعلق رکھتا ہے اور سائل نے احسن الفتاویٰ کا مطالعہ کیا ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ بریلوی مسلک کا آدمی قربانی کے حصہ میں شامل نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ مشرک ہے اور ان کے عقائد یہ ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور حاضر و ناظر مانتے ہیں اور مختار کل، علم غیب اور نذرو غیرہ مانتے ہیں اور ایک بریلوی مسلک کے آدمی سے حصے میں شامل ہونے کی وجہ سے گفتگو ہوئی اور اس نے یہ کہا کہ ہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز عطائی مانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اللہ تعالیٰ کے حسن کی پہلی تجلی مانتے ہیں، اور اختیار عطائی مانتے ہیں اور روحانی طور پر ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر مانتے ہیں، جسمانی طور پر اگر چاہیں تو متعدد مقامات پر تشریف لے جاسکتے ہیں، ماکان و مایکون کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر اتنا بھی نہیں ہے جتنا ایک سمندر میں سے ایک قطرے کا کروڑواں حصہ، ایسے عقائد رکھنے والا بریلوی مشرک کہلائے گا یا صحیح العقیدہ کہلائے گا؟ اور نذر کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا کہ ہم جو نذر کہتے ہیں اس میں ہمارا عقیدہ اور نظریہ یہ ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ کام پورا فرما دے، ہم آپ کے نام پر ایک دیگ پکا کر خیرات کریں گے اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کو پہنچائیں گے۔

الجواب باسم الملك الوهاب

سوال میں ذکر کردہ تفصیلات کے ساتھ مذکورہ عقائد رکھنے والا شخص مشرک نہیں کہلائے گا۔ (ارشاد المفتیین ج ۲ ص ۱۰۸، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: ستمبر ۲۰۱۶ء)

اسی مفتی حمید اللہ جان دیوبندی صاحب سے ایک اور سوال ہوا ملاحظہ ہو:

”(مسئلہ نمبر، ۶۲) بتائیں کہ کیا بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست ہے؟

(ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۱۳۰۔ مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

”بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست نہیں، اکابر دیوبند کا یہ اتفاقی فتویٰ ہے کہ

موجودہ زمانے کے بریلوی بدعتی ہیں، ان کو مشرک نہیں کہنا چاہئے۔“

(ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۱۳۰، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

حمید اللہ جان دیوبندی کا اہل سنت بریلوی کو بدعتی کہنا محض الزام، جھوٹ اور فریب ہے۔ مگر ساتھ شرک کی نسبت کرنے کا صاف انکار بھی کرتے ہیں جو اصغر دیوبند کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

خالد محمود مانچسٹروی کے نزدیک بریلوی علماء کے اوپر مسئلہ علم غیب اور نور بشر میں جو الزام ہے وہ بریلوی علماء کا عقیدہ نہیں

خالد محمود مانچسٹروی نے حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی کے رسالہ ”اتحاد امت، دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا“ پر پیش لفظ لکھا ہے جسے پیر عزیز الرحمن ہزاروی نے اپنی کتاب ”اکابر کا مسلک و مشرب“ میں جگہ دی۔ چنانچہ اسی پیش لفظ میں مانچسٹروی لکھتے ہیں کہ دیوبندی بریلوی اختلافات الزامات پر مبنی ہیں یعنی ان کی حقیقت ایک دوسرے پر الزامات سے آگے نہ بڑھ سکی پھر آگے جا کر اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کے ہاں اسی مسئلہ علم غیب کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر دیوبندی بریلوی مکتبہ فکر پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اس مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دیوبندی علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو بے عطائے غیر خدا از خود قائم ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ صرف اللہ رب العزت کا علم ہے کہ از خود قائم ہے اور کسی کی عطا نہیں۔ بریلوی حضرات اس تشریح کے ساتھ علم غیب حضرات انبیاء میں تسلیم نہیں کرتے اور علم غیب کی ایک نئی قسم نکالتے ہیں عطائی علم غیب۔ گو یہ قسم اسلامی تاریخ میں پہلے کہیں نہیں ملتی لیکن یہ ضرور ہے کہ بریلوی حضرات نزاع میں علم غیب کی ایک نئی تعبیر پیش کرتے ہیں سو یہ تعبیر میں اختلاف ہوا، تحقیق میں نہیں تحقیق دونوں کی یہ

ہے کہ جو شخص حضرات انبیاء کیلئے غیب کی بات از خود جاننے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے مولانا احمد رضا خان خود لکھتے ہیں۔ ”ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کیلئے علم بالذات جانیں اور عطائے الہی سے بھی بعض علم ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع (خالص الاعتقاد، ص ۳۳، نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور)“

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۶، ۷، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

اگرچہ مانچسٹروی نے مسئلہ علم غیب بیان کرتے ہوئے تحقیق سے کام نہیں لیا مگر یہ تسلیم کر گئے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اور بریلوی مکتبہ فکر کے علماء مسئلہ علم غیب میں انبیاء کرام علیہم السلام کا علم اللہ عزوجل کے علم کے برابر نہیں مانتے اور نہ از خود بغیر عطائی مانتے ہیں۔ اور جو دیوبندی بھی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے بارے میں اور بریلوی علماء کے بارے میں ایسا عقیدہ منسوب کرتے ہیں اور مسئلہ علم غیب کی بنیاد پر بریلوی علماء پر شرک کے فتوے داغے ہیں وہ محض الزام لگاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

پھر آگے مانچسٹروی صاحب نور و بشر کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے دیوبندی الزام کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مسئلہ نور و بشر، انگوٹھے چومنا، ایصال ثواب کے مسائل پر تکفیر نہیں کرتے ”مسئلہ بشریت انبیاء تو یاد رکھئے بریلوی حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کا نور نہیں مانتے جس سے بشریت کی نفی ہو، یہ تو صریح کفر ہوگا اور دیوبندی حضرات بھی انبیاء کیلئے ایسی بشریت کے قائل نہیں جس پر رسالت کے نور نے جلوہ پیرائی نہ کی ہو۔ کفار و مشرکین انبیاء کی ایسی بشریت کے مدعی بنتے تھے جس سے ان کی مراد رسالت کی نفی ہوتی تھی ظاہر ہے کہ اس پہلو سے کوئی مدعی اسلام انہیں بشر نہیں کہتا

حاصل کلام یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی اختلافات نہ اصولی نکلے نہ سکولی۔ ہم نے ان میں جتنا بھی غور کیا یہ الزامات سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ اور کہیں ظاہری اختلافات نظر بھی آئے تو وہ بھی محض تعبیر کے اختلافات تھے تحقیق کے نہیں باقی رہے وہ فروعی اعمال جو ان میں وجہ امتیاز بن گئے۔ جیسے اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر انگوٹھے چومنا اور دن معین کر کے ایصال ثواب کرنا تو اسے کرنے والے بھی فرض واجب یا سنت نہیں سمجھتے اور جو انہیں نہیں کرتے وہ بھی انہیں صرف بدعت سمجھتے ہیں کفر نہیں کہتے تو یہ امتیازات بھی محض فروعی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں کفر و اسلام کے فاصلے نہیں ہیں۔“

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۷، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

اگرچہ مانچسٹروی صاحب نے نورانیت کے مسئلے میں دیوبندی نظریات کو پیش کرنے کا حق ادا نہیں کیا مگر یہ تسلیم کر گئے کہ بریلوی علماء انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کے منکر نہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کیا کہ مدعیان اسلام انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے اس بشریت کے قائل نہیں جو نظریہ بشریت کفار و مشرکین کا انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تھا۔ اب جو بھی اہلسنت بریلوی علماء کیلئے یہ کہے کہ اہل سنت بریلوی بشریت کے منکر ہیں مانچسٹروی صاحب نے ثابت کر دیا کہ یہ محض الزام اور کذب بیانی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور مانچسٹروی صاحب یہ بھی تسلیم کر گئے کہ فروعی اختلافات میں معمولات کو اہل سنت بریلوی علماء فرض، واجب، یا سنت نہیں سمجھتے۔ اور ان دیوبندی حضرات کو آئینہ دکھایا جو یہ الزامات محض کذب بیانی کی وجہ سے اہل سنت بریلوی علماء پر لگاتے آ رہے ہیں۔ اور پھر آگے مانچسٹروی صاحب تسلیم کر گئے کہ ان میں کفر و اسلام کے فاصلے نہیں یعنی وہ بھی اہل سنت بریلوی علماء

کی طرف ان مسائل میں کفر یا شرک کی نسبت نہیں کرتے لیکن حیرت کی بات ہے کہ ماچسٹروی صاحب جنہیں محض الزام سمجھتے رہے خود بھی ایسے الزامات لگانے میں سرفہرست رہے ہیں اور اپنے تمام اعتراضات اور الزامات تسلیم کر گئے۔ اور انہی الزامات کو لے کر ایسے اصاغریا کر ائے جو ان الزامات کو حقیقت سمجھنے لگے۔

خالد محمود ماچسٹروی کے نزدیک حاضر ناظر کے مسئلے پر بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کی جاسکتی

”جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بریلوی حضرات آنحضرت ﷺ کو بالوجود الموجود حاضر و ناظر نہیں کہتے بلکہ اس میں تاویل کرتے ہیں اور حاضر بالعلم وغیرہ کی توجیہات کرتے ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ ان کی یہ تاویل ہمارے نزدیک معتبر نہ ہو لیکن اس تاویل سے وہ اس حکم کفر کے ماتحت نہیں آتے جو فقہاء کے ہاں ملتا ہے۔“ (عہقات، جلد اول، ص ۱۸۵، محمود علی کیشنر لاہور)

صاحب فتاویٰ حقانیہ کے نزدیک بھی علمائے حق اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اور اہل سنت بریلوی کافر نہیں

”علماء حق نے اس فرقہ کے بانی (اعلیٰ حضرت) اور اس کے پیروکاروں کی تکفیر نہیں کی۔“ (فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۳۰۳، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک، طبع سوئم ۲۰۰۵ء)

مشہور دیوبندی عالم سید عبدالشکور صاحب ترمذی کے نزدیک دیوبندی اکابر بریلوی مکتبہ فکر کی تکفیر نہیں کرتے

اکابر دیوبند کے ترجمان سید عبدالشکور صاحب ترمذی لکھتے ہیں:

”زیادہ تر گفتگو اس میں رہی کہ بریلویوں کی بحیثیت جماعت ہمارے اکابر تکفیر نہیں کرتے۔“

(ہدایۃ السیران فی جواہر القرآن صفحہ ۵۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: سوم، ۲۰۰۴ء)
خالد محمود کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کے اکابر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اور ان کے متعلقین کی تکفیر نہیں کرتے

”فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی دوسری جلد میں مولوی احمد رضا خان کے متعلقین کے متعلق یہ حکم مرقوم ہے: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہو سکتی ہے۔“

(دارالعلوم دیوبند نمبر، ماہنامہ الرشید، ص ۵۳، مکتبۃ الامام محمد، طباعت، ۲۰۱۷ء)

خالد محمود لکھتے ہیں:

”بزرگان دیوبند نے خان صاحب اور ان کے متعلقین پر کفر کا حکم نہیں لگایا۔“

(دارالعلوم دیوبند نمبر، ماہنامہ الرشید، ص ۵۵، مکتبۃ الامام محمد، طباعت، ۲۰۱۷ء)

اعلیٰ حضرت کی تکفیر نہیں کی جاتی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

”سوال: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی از روئے شرع کافر ہیں یا نہ؟

الجواب: ان کی تکفیر نہیں کی جاتی بہ وجہ امکان تاویل کے۔“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۱۸، ص ۳۸، ۳۹۔ مکتبۃ دارالعلوم دیوبند)

”سوال (۱۸۷) احمد رضا خان بریلوی کے معتقد سے کسی اہل سنت حنفی کو اپنی لڑکی

کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- نکاح تو ہو جائے گا کہ آخر وہ بھی مسلمان ہے۔“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۱۵۸۔ طبع اول، ستمبر ۱۹۷۰ء۔ مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

ابوالوفا شاہ جہانپوری دیوبندی کا بیان، کسی عالم دیوبند نے کسی بریلوی عالم کو کافر

نہیں کہا

”کبھی کسی عالم دیوبند نے کسی عالم بریلوی کو کافر نہیں کہا۔ نہ ان کے کفر کا فتویٰ دیا

۔ غرض کو کب یمانی (تصنیف در بھنگی) میں ان کے کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ ان کے

مسلمات پر ان سے استفسار ہے۔“

(مقدمہ بہادپور، ج ۳ ص ۴۰۰، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت: سوم، نومبر، ۲۰۲۰ء)

در بھنگی کے رسائل میں کہیں بھی علماء بریلوی کی تکفیر نہیں:

”مؤلف مذکورہ (در بھنگی) کے دوسرے رسائل سے بھی اس کے متعلق اطمینان کیا جا

سکتا ہے۔ کہیں بھی علمائے بریلی کی تکفیر کا فتویٰ نہ ملے گا۔“

(مقدمہ بہادپور، ج ۳ ص ۴۰۱، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت: سوم، نومبر، ۲۰۲۰ء)

دیوبندی حکیم الاسلام کا بیان کہ آج تک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی تکفیر نہیں کی گئی وہ

مسلمان ہیں

دیوبندی حکیم الاسلام کے خطبات میں ”افراط و تفریط فرقہ واریت کی بنیاد ہے“ کے عنوان

میں لکھا ہے:

”مولانا احمد رضا خان اور بریلویت کے بارے میں جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو

آج تک کہیں ان کی تکفیر نہیں کی گئی بہر حال وہ مسلمان ہیں۔“

(خطبات حکیم الاسلام، ج ۷ ص ۲۱۷۔ ندوۃ المصنفین، اشاعت: اپریل، ۲۰۱۷ء)

شیر احمد عثمانی صاحب، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کرتے
انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی اپنے تعصب بھرے انداز میں اس حقیقت کا اظہار ”تجلیات
عثمانی“ میں کچھ یوں کرتے ہیں:

”ان (شیر احمد عثمانی) کے نزدیک احمد رضا خانی پارٹی کا فر نہیں ہے۔“

(کلمات عثمانی المعروف تجلیات عثمانی، ص ۳۵۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۷ھ)

پھر اسی عبارت کے اگلے جملے میں انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی کچھ یوں اپنے قلم کو جنبش
دیے ہوئے لکھتے ہیں:

”دیکھئے بریلوی حضرات بلا تخصیص علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں مگر مولانا عثمانی
موتمرکہ میں سلطان کے سامنے ان کے مسلمان ہونے کی کس طرح وکالت کر رہے
ہیں۔“

(کلمات عثمانی المعروف تجلیات عثمانی، ص ۳۵۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۷ھ)

حالانکہ جس مسئلے میں وکالت کا ذکر شیر کوٹی صاحب کر رہے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ
حضرت قدس سرہ سے عقیدت رکھنے والے اس الزام سے بری ہیں اور اس پر فتاویٰ رضویہ
شاہد ہے۔ اور زبیر النواطر جلد ۸ کا حوالہ بھی اس ضمن میں شاہد ہے، جس میں اعلیٰ حضرت
کی تصنیف ”الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجده التحیۃ“ کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اکابر دیوبند ان اختلافی مسائل میں اور ان مسائل کے علاوہ بھی اعلیٰ
حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے معتقدین اہل سنت و جماعت بریلوی کی تکفیر نہیں کرتے۔ بعض
دیوبندی اصغر اہل سنت و جماعت بریلوی کو اہل سنت و جماعت سے الگ ایک فرقہ سمجھتے

ہیں مگر ان کے اکابر اہل سنت و جماعت بریلوی کو اہل سنت سے الگ فرقہ تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب سنی بریلوی مسلک سے دیوبندی تعلیم کو علیحدہ تسلیم نہ کرتے

رائے ونڈ کی تبلیغی تحریک کا تعارفی مطالعہ لکھتے ہوئے دیوبندی کتب فکر کے ہاتھ سعید صاحب اپنی کتاب ”سیر سعادت“ میں لکھتے ہیں:

”مولانا شبیر احمد عثمانی سنی مسلک سے دیوبندی تعلیم کو علیحدہ ہی تسلیم نہ کرتے تھے۔ یہ اس اعتدال فکر کی برکت ہے کہ کچھ دینی حلقوں میں مختلف مکاتب فکر کے لوگ باہمی طور پر سرگرم عمل نظر آتے ہیں“

(سیر سعادت، ص ۱۷۴، دستار پبلیکیشن لاہور، اشاعت: ۱۹۹۳ء)

یہاں پر واضح طور ہاتھ سعید صاحب نے بریلوی مکتبہ فکر سنی لکھا ہے۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی مفتی اعظم رفیع عثمانی صاحب تو بریلوی، دیوبندی کو فرقہ بندی میں تقسیم کرنا بھی پسند نہیں کرتے

رفیع عثمانی صاحب صاحب لکھتے ہیں:

”پورے ملک میں بڑے پیمانے پر پھوٹ در پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور کثرت سے دیوبندی بریلوی کا لفظ سنائی دیتا ہے جو فرقہ بندی کی علامت ہے اور بہت افسوس ناک ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ ہمارے طلباء جو اب علماء بنتے جا رہے

ہیں رفتہ رفتہ حالات سے متاثر ہو کہیں مسلک دیوبند سے دور تو نہیں جا رہے؟“

(مسلک دیوبند کی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

”ہمارے بزرگ فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں سے اتنے دور تھے کہ کبھی انہوں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ مسلک دیوبند کو ایک فرقہ سمجھا جائے اور مسلک بریلوی کو دوسرا فرقہ ہمارے بزرگوں نے کبھی دیوبندی، بریلوی کا لفظ بھی استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اگر آج بھی کوئی اس انداز سے بات کرتا ہے تو طبیعت پر ناگوار گزرتا ہے۔“

(مسلک دیوبند کی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، صفحہ ۱۸، ۱۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

پھر آگے اپنے دیوبندی فرقہ کار دکر تے ہوئے لکھتے ہیں:

”جب ہم دارالعلوم میں مدرس بن گئے تو والد صاحب نے ہمیں اپنے نام کے ساتھ دیوبندی لکھنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ: ”اس سے فرقہ واریت اور گروہ بندی کی بو آتی ہے۔“

(مسلک دیوبند کی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، صفحہ ۱۸، ۱۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

دیوبندی حکیم الاسلام توالہ سنت بریلوی کو کافر یا فاسق تو درکنار فرقہ بھی نہیں سمجھتے تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

”ملتان میں انقلاب سے پہلے ایک دفعہ میرا جانا ہوا۔ مولانا خیر محمد صاحب نے خیر المدارس کا جلسہ کیا تھا۔ میں نے جا کے پوچھا یہاں کوئی بزرگ کوئی اور عالم بھی ہے جس سے ملیں۔ انہوں نے کہا۔ مولانا محمد بخش صاحب ہیں اور وہ بریلوی

فرقے کے ہیں۔ میں نے کہا ہم انہیں فرقہ ہی نہیں سمجھتے۔ نہ ہم فرقہ نہ وہ فرقہ۔“

(خطبات حکیم الاسلام، جلد ۷، صفحہ ۲۰۹، ندوۃ الصنفین، لاہور، اشاعت ۲۰۱۷ء)

اسی طرح بانی دارالعلوم قاسم نانوتوی صاحب کے پوتے اور دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب اپنے خطبات میں عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”دیوبندی بریلوی کوئی فرقہ نہیں“۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”دیوبندی بریلوی کوئی فرقہ نہیں اس لئے میری سمجھ میں تو اب تک بھی نہیں آیا کہ وہ اختلاف و نزاع کیا چیز ہے جس کو بریلویت اور دیوبندیت کے نام سے کھولا جا رہا ہے“ (خطبات حکیم الاسلام، ج ۷، ص ۲۲۱، ندوۃ الصنفین، لاہور، اشاعت ۲۰۱۷ء)

جناب حفظ الرحمن سیوہاری کے نزدیک بریلوی دیوبندی اختلاف ناپسندیدہ ”مولانا حفظ الرحمن صاحب جس طرح شیر برطانیہ کے مقابلے میں شیر ببر تھے وہ اپنوں کے مقابلے میں گر بہ، مسکین بننا پسند کرتے تھے چنانچہ دیوبند، بریلوی اہل حدیث جیسے اختلافات میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔

(مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاری، ص ۱۶۵ جمعہ پبلیکیشنز لاہور، اشاعت اول، مئی ۲۰۰۱ء)

محمود الحسن گنگوہی نے کہا میں نے کبھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے متعلق نازیبا لفظ نہیں کہا محمود الحسن گنگوہی سے ایک سوال ہوا آئیے سوال بمع جواب ملاحظہ کرتے ہیں:

”عرض: آپ کو کبھی کسی وقت مولانا احمد رضا خان صاحب کے متعلق مراقبہ میں نظر آیا کہ کس حالت میں ہے؟

ارشاد: کیا مراقبہ اسی لئے ہوا کرتے ہیں، کہ دنیا بھر کے لوگوں کے عیوب اور گناہ

ٹٹولیں، مراقبہ اس لئے نہیں ہوتا، مراقبہ اپنے گناہوں کیلئے ہوتا ہے، کہ اپنے گناہوں کو دیکھیں، اور غور کریں کہ ان سے توبہ کی کیا صورتیں ہیں، باقی میں ان کی شان میں کچھ کہتا نہیں، میں نے کبھی ان کے متعلق نازیبا لفظ نہیں کہا ان کے لوگ مجھے برا کہہ لیں، مگر میں نہیں کہتا۔“

(ملفوظات فقیہ الامت، ص ۴۰۶، مکتبہ الحسن لاہور، طبع اول، اپریل ۲۰۱۶ء)

قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب کے نزدیک بریلوی اہل سنت و جماعت سے ہیں قاضی مظہر حسین دیوبندی اپنے ایک مکتوب میں اہل سنت بریلوی کو اہل السنۃ والجماعۃ تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سنی اور شیعہ کا اختلاف صرف مکاتب فکر کا فروعی اختلاف نہیں۔ بلکہ یہ ایک بنیادی دینی اختلاف ہے۔ معلوم نہیں آپ خود سنی ہیں یا شیعہ یا نہ سنی نہ شیعہ، کیونکہ آپ نے مختلف مکاتب فکر کی تفصیل میں سنی یا اہل سنت کا نام نہیں لکھا صرف دیوبندی اور بریلوی کے نام لکھے ہیں حالانکہ دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بنا پر ہیں جو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے دو مختلف مکتب فکر ہیں۔ آپ کو شیعوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا نام لکھنا چاہئے تھا جس کو آپ نے ناواقفیت وغیرہ کی بناء پر بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔“

(عربی دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتوہ، صفحہ ۱۱، ۱۲، مکتبہ عثمانیہ ہرنولی میاںوالی)

مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری طیب صاحب کی خواہش کہ بریلوی حضرات مذہبی

امور میں ہمارے ساتھ کام کریں

”ہم نے بریلوی حضرات سے بھی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ آئیں عام طور پر وہ

مذہبی معاملات میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے نہیں۔“

(خطبات حکیم الاسلام، ج ۷، ص ۲۰۷، مدوۃ المصنفین، اشاعت: ۲۰۱۷ء)

محمد یوسف لدھیانوی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر حنفی ماتریدی اور صحابہ تابعین

ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کی عظمت کا قائل ہے

”میرے لئے ”دیوبندی بریلوی اختلاف“ کا لفظ ہی موجب حیرت ہے۔ آپ سن

چکے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف تو صحابہ کرام کو ماننے یا نہ ماننے کے مسئلہ پر پیدا ہوا۔

اور حنفی وہابی اختلاف تو ائمہ ہدیٰ کی پیروی کرنے نہ کرنے پر پیدا ہوا۔ لیکن

”دیوبندی بریلوی اختلاف“ کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ

دونوں فریق امام ابوحنیفہ کے ٹھیکہ مقلد ہیں۔ عقائد میں دونوں فریق امام ابوالحسن

اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کو امام و مقتدی مانتے ہیں تصوف و سلوک میں

دونوں فریق اولیاء اللہ کے چاروں سلسلوں قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی میں

بیعت کرتے کرتے ہیں۔ الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام

اصول و فروع میں متفق ہیں۔ صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل

ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے مقلد، اور مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی تک سب اکابر کے عقیدت مند ہیں اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو

سعادت دارین جانتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی۔“ (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم ص ۷۳، مکتبہ لدھیانوی) یوسف لدھیانوی صاحب اصل اختلافات نظر انداز کرتے ہوئے واضح طور پر اہل سنت بریلوی کو حنفی مقلدِ حامل عقائدِ ماتریدی اور اولیاء اللہ کا عقیدت مند مان رہا ہے۔ یہ بالکل ہمارا موضوع نہیں کہ آگے جا کر یوسف لدھیانوی صاحب نے کس طرح اختلافات کی تفصیل میں انصاف کا خون کیا ہے مگر جہاں تک بریلوی علماء کے بارے میں اپنا نظریہ اور رائے لکھی ہے وہ سب پر واضح ہے۔

حبیب اللہ مظاہری، شاگرد مولوی زکریا کاندھلوی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر سنی حنفی اور اصل قوت اسلام ہیں

کتاب ”اکابر کا مسلک و مشرب“ میں پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب نے حبیب اللہ مظاہری صاحب کا پیش لفظ شامل کیا ہے جس میں حبیب اللہ مظاہری صاحب بریلوی مکتبہ فکر والوں کو باقاعدہ سنی حنفی تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پورے برصغیر میں غالب اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے، ان کے علاوہ مسلمان یا اسلام کی طرف منسوب فرقے سب مل ملا کر مشکل سے ۵ فی صد بھی نہیں بنتے۔ پاکستان میں بھی غالب اکثریت سنی حنفی مسلمان ہی اصل طاقت ہیں، مگر بد قسمتی سے یہ دو بڑے گروہوں یعنی دیوبندی بریلوی میں تقسیم ہیں۔

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۴۲ ناشر: خانقاہ اقبالیکوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

ایک اور مقام پر بریلوی مکتبہ فکر کو سنی حنفی مانتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حالانکہ ان دونوں سنی حنفی گروہوں میں اصل اختلافات معمولی نوعیت کے ہیں۔“

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اختلافات حقیقی اور اصولی ہیں مگر اس کے باوجود بھی دیوبندی اکابر علمائے بریلوی کو سنی حنفی نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ کھل کر اس کا ظہار بھی کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے اصغر کفر و شرک کے فتوے داغے نہیں تھکتے۔

یہی حبیب اللہ مظاہری صاحب بریلوی مکتبہ فکر کو بھی برصغیر میں اصل قوت اسلام مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

”دیوبندی بریلوی جو فی الحقیقت برصغیر میں اصل قوت اسلام ہیں“

(اکابر کا مسلک و مشرب ص ۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

پیر عزیز الرحمن ہزاروی اور عبدالحفیظ مکی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر کو اہل السنۃ

والجماعت سوادِ اعظم ہیں

اکابر کا مسلک و مشرب میں پیر ہزاروی صاحب نے اپنے پیر بھائی عبدالحفیظ المکی صاحب کا مقدمہ شامل کیا جس میں عبدالحفیظ مکی صاحب نے اہلسنت بریلوی کو اہل سنت اور سوادِ اعظم تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

”فریقین دیوبندی بریلوی حضرات سے امید ہے کہ وہ اس ندا پر لبیک فرماویں گے اور اس درد کو محسوس کریں گے اور اس نور کی طرف بڑھیں گے کہ فی الحقیقت امت مسلمہ کا یہی سوادِ اعظم ہیں۔“

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۲۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

”اس رسالہ کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں فریق دیوبندی بریلوی جو کہ امت کا سوا دواً اعظم ہیں اور ۹۵ فی صد سے زائد ہیں ان میں اختلاف کی نوعیت کوئی ایسی زیادہ اصلاً نہیں ہے جتنی مختلف وجوہ کی بنا پر اب بن گئی ہے۔
(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۲۵، خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

دیوبندی کتب سے ثابت ہوا کہ اہل سنت بریلوی اکابر دیوبند کے نزدیک اہل سنت کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ اب دیوبندی اصاغر، عیوبی، نقلبندی وغیرہ اپنے فرقے اور مذہب کا تعین کر دیں۔

اکابرین دیوبند سید عبدالحئی و ابوالحسن علی ندوی کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا مقام ”ان کے زمانہ میں ان کا ثانی بہت ہی کم تھا جو کہ ان کے جیسا فقہ حنفی اور ان کی جزئیات پر اتنی گہری نظر رکھتا ہو اس بات کی گواہی ان کے فتاویٰ اور ان کی کتاب ”کفل الفقہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم“ سے ہوتی ہے جسے انہوں نے ۱۳۲۳ھ مکہ معظمہ میں رہ کر تالیف کیا تھا اس طرح سے وہ علوم ریاضیہ اور ہیئت والنجوم والتوقیت پر بھی گہری نظر اور اس میں ان کو بڑی مہارت تھی۔ اس طرح علم رمل اور جفر سے بھی کافی واقفیت تھی۔“

(نزہۃ النوا طر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۳ء)

”اس میں شک نہیں کہ وہ { اعلیٰ حضرت امام مجدد } عالم تحریر و سنج مطالعہ، حالات و مسائل پر بہت ہی واقفیت تھی ان کا قلم بہت تیز چلتا تھا گویا کہ بہہ رہا ہے اور کچھ لکھنے میں بہت ہی حاضر دماغ تھے“

(نزہۃ النوا طر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۳ء)

”{امام مجدد اعلیٰ حضرت} بوجہ تحیہ کو (ادب بجالانے کے لئے سجدہ کرنے کو) حرام سمجھتے اور اس مسئلہ میں بھی انہوں نے ”الزبدۃ الذکیہ لبحریم مسجدہ التحیۃ“ نامی رسالہ لکھ ڈالا مگر یہ رسالہ بہت ہی جامع ہے جس سے ان کے علم کی گہری صلاحیت اور قوت کا استدلال کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ قبروں اور مزاروں پر جا کر خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں جسے ہندوستانی عموماً عرس کا نام دیتے ہیں مگر اس کے باوجود ان قبروں پر طبلہ وغیرہ آلات کے ساتھ غناء کرنے کو حرام کہتے ہیں نیز فرضی قبروں کو مثلاً جن کو لوگ حضرت حسین کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے کاغذ سے تیار کرتے ہیں جسے عموماً تعزیہ کہتے ہیں اسے بھی وہ حرام کہتے ہیں“ (نزعۃ الخواطر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۳ء)

مشتاق احمد چینیوٹی کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام

”مولانا احمد رضا خان بریلوی، بریلوی مسلک کے بانی و رہنما ہیں۔ آپ خاصے علم و فضل کے مالک اور نہایت ذہین و فطین تھے۔ اگرچہ آپ کے بعض افکار سے اختلاف کی یقیناً گنجائش موجود ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک بڑے عالم اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔“ (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، ص ۱۲۳۔ ترتیب: مشتاق احمد چینیوٹی۔ ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت مودمنٹ پاکستان)

(نوٹ) اس کتاب پر عبدالحفیظ کی، زاہد الراشدی، محمد الیاس چینیوٹی کی تقریظات موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اہل السنۃ والجماعت کے مقتدا

”اہل السنۃ والجماعت بریلوی مکتب فکر کے مقتدا حضرت مولانا احمد رضا خان

صاحبؒ کا فتویٰ ان کے رسالہ ”رد الرفضہ“ میں مستقل چھپا ہے اور مشائخ عظام میں سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، گولڑہ شریف اور حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صاحبؒ سیال شریف کے بھی فتوے طبع ہو چکے ہیں۔“
(سنی موقف، ص ۱۰۹، عالمی مجلس تحفظ اسلام پاکستان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ معروف عالم دین

”مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، (پیدائش: ۱۳ جون ۱۸۵۶ء، بریلی..... وفات: ۱۹۲۱ء) مولانا احمد رضا خان بریلوی معروف عالم دین تھے۔ کثیر التصانیف حضرات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے متعدد رسائل اور فتاویٰ جات کو فتاویٰ رضویہ میں جمع کیا گیا ہے۔ اس وقت تک اس کی ۲۹ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مولانا احمد رضا خان نے رد قادیانیت پر پانچ رسائل تحریر کئے۔“

(چشتیان ختم نبوت کے گلہائے رنگ، جلد دوم، ص ۵۸۷۔ اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، طبع اول، اپریل ۲۰۱۶ء)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بزرگ شخصیت

”فتاویٰ رضویہ اور احسن الفتاویٰ کے بعض فتاویٰ جات ترک کرنے پڑے، اس لئے کہ ہر دو بزرگ حضرات قادیانیت کے خلاف فتویٰ دیتے وقت فتاویٰ جات کو صرف قادیانیت تک محدود نہ رکھ سکے۔“

(فتاویٰ ختم نبوت، ج ۱ ص ۶، سعید احمد جلال پوری، ایڈیشن: اگست ۲۰۱۳ء۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) دیکھئے اس کتاب کے حرف چند میں اللہ وسایا صاحب نے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو

بھی بزرگوں میں شمار کیا ہے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اعلیٰ حضرت کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے، بلکہ عالم سمجھتے ہوئے

ان کے فتاویٰ جات کو اپنے فتاویٰ میں نقل کرتے تھے

”واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا

جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضرت ان (امام احمد رضا خان) کو اپنا دشمن سمجھتے

ہیں۔“ (تالیفات رشیدیہ صفحہ ۱۰، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء)

یہی نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی صاحب کو بھی اعتراف تھا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ ایک

زبردست عالم دین ہیں اور امام مجدد کا فتاویٰ سند کی حیثیت رکھتا ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں

امام مجدد کے کئی فتاویٰ جات نقل کئے ہیں جیسا کہ:

تالیفات رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۸۱ اور ۸۲

پر فتاویٰ رشیدیہ میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ بہ عنوان ”رنڈی کا ناچ و لہو لعب“

نقل کیا ہے۔

تالیفات رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۲۶ اور

۱۲۷ پر فتاویٰ رشیدیہ میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ بہ عنوان ”فتویٰ مولوی احمد رضا

خان صاحب در باب میلاد شریف“، نقل کیا ہے۔

تالیفات رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۵۱ پر فتاویٰ

رشیدیہ میں تیجہ کے فاتحہ پر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ نقل کیا ہے۔

اور ان فتاویٰ جات سے اتفاق کیا ہے اور بطور تائید پیش کئے ہیں۔ اگر امام مجدد اعلیٰ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رشید احمد نگلو ہی صاحب مستند عالم نہ سمجھتے تو کبھی بھی ان کے فتاویٰ جات کو اپنے فتاویٰ میں شامل نہ کرتے۔

دیوبندی مؤرخ شیخ محمد اکرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قدیم حنفی تھے مخالفین کے معروف مؤرخ شیخ محمد اکرام نے موج کوثر میں لکھتے ہیں:

”بریلی میں ایک عالم ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے مولوی احمد رضا خان نام۔ اور نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔“

(موج کوثر، ص ۷۰، ادارۃ ثقافت اسلامیہ لاہور، طباعت: جون، ۲۰۰۳ء)

موج کوثر کا یہ حوالہ شار احمد خان فتحی صاحب نے ”تہمت و ہابیت اور علمائے دیوبند“ ص ۱۳ پر بھی نقل کیا ہے۔

ضیاء الرحمن فاروقی دیوبندی صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت مانتے

ہوئے دعائیہ کلمات سے یاد کرتے تھے

مشہور دیوبندی خطیب ضیاء الرحمن فاروقی صاحب نے تاریخی دستاویز میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ”اعلیٰ حضرت“ اور ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھا ہے۔ اور علمائے بریلوی کو اہل سنت و جماعت بھی لکھا ہے۔ تاریخی دستاویز میں باب بنام ”الہنت والجماعت علماء بریلوی کے تاریخ ساز فتاویٰ“ قائم کر کے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کو علمائے بریلوی میں شامل کر کے انہیں غوث وقت لکھا ہے اور امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام جس احترام سے لکھا ہے آئیے ملاحظہ کرتے ہیں:

”الہنت والجماعت علماء بریلوی کے تاریخ ساز فتاویٰ۔ جو شخص شیعہ کے کفر میں

ٹھک کرے وہ خود کافر ہے۔ غوثِ وقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(تاریخی دستاویز ص ۱۱۳، ناشر: شعبہ نشر و اشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)
 ”اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اہم فتویٰ“

(تاریخی دستاویز ص ۱۱۳، ناشر: شعبہ نشر و اشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)
 اسی صفحہ پر امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عنوان قائم کر کے لکھا ہے:
 ”اعلیٰ حضرت کی تصانیف ردِ شیعیت میں“

”اعلیٰ حضرت نے ردِ شیعیت میں ”رد الرفضہ“ کے علاوہ متعدد رسائل لکھے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔“

(تاریخی دستاویز صفحہ ۱۱۳، ناشر: شعبہ نشر و اشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)
 معلوم ہوا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ اکابر دیوبند کے نزدیک بھی ”اعلیٰ حضرت“ تھے۔ اور ان کیلئے دعا گو تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھنا اس پر دلیل ہے۔

اشاعت التوحید والنتہ کے معروف سوانح نگار انجینئر میاں محمد الیاس صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت فکرِ صوفیاء کے مبلغ تھے

اشاعت التوحید والنتہ کے معروف سوانح نگار انجینئر میاں محمد الیاس صاحب صوفیاء کرام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جیسا کہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی دعوت و اشاعت میں صوفیاء کا کردار بہت زیادہ ہے عرب و ترکستان سے جو صوفیاء ہندوستان آئے اور یہاں آ کر دین اسلام کی تبلیغ کی۔“

(مولانا محمد طاہر اور انکی قرآنی تحریک ص ۳۹، اشاعت اکیڈمی پشاور، اشاعت ہاراول، جولائی ۲۰۰۹ء)
اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ ان ہی صوفیاء کرام کے مبلغ تھے جیسا کہ انجینئر میاں محمد الیاس صاحب نے لکھا ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا جس فکر کے محرک و متوید اور مبلغ تھے۔ وہ صوفیاء کی باطنی تحریک کی صورت میں صدیوں سے مسلم معاشرہ میں موجود تھی۔“

(حیات فیح القرآن غلام اللہ خان ص ۱۳، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اشاعت اول، اپریل ۲۰۰۶ء)
جناب اشرف علی صاحب تھانوی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے تیار تھے مفتی محمد حسن امرتسری خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنے مرشد اشرف علی تھانوی کا اعترافی بیان نقل کرتے ہیں جسے پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی صاحب یوں بیان کرتے ہیں:
”کہ حضرت تھانوی صاحب نے فرمایا! ”اگر مجھے مولوی احمد رضا خان صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔“

(بروایت بہاء الحق قاسمی، حیات امداد صفحہ ۳۸، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

رائے ونڈ کی تبلیغی تحریک کا تعارفی مطالعہ لکھتے ہوئے دیوبندی مکتب فکر کے ہاتھ سعید صاحب اپنی کتاب ”سیر سعادت“ میں لکھتے ہیں:

”روایت ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کو مولانا احمد رضا خان بریلوی کی امامت میں بھی نماز پڑھ لینے میں کوئی عذر نہ تھا۔“

(سیر سعادت ص ۱۷۴، دستار تبلیکیشن لائڈھی کراچی، ایڈیشن، ۱۹۹۴ء)

اس حقیقت کا اعتراف اشرف علی صاحب تھانوی خود اپنے ملفوظات میں بھی کرتے ہیں:

”ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا تو اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے۔ میں نے کہا ہماری طرف سے تو کوئی جنگ نہیں وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے۔“

(ملفوظات حکیم لامت جلد ۷ صفحہ ۶۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: محرم، ۱۴۲۴ھ)

تھانوی صاحب ایک اور تصنیف میں لکھتے ہیں:

”ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔“

(قصص الاکابر حصص الاصابہ ص ۲۴۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ربیع الثانی، ۱۴۳۲ھ)

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کے نزدیک بریلویوں کے پیچھے نماز

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی سے سوال ہوا:

”مسئلہ (۲۸۴)..... سفر وغیرہ میں باوجود کوشش کے دیوبندیوں کی مسجد نہیں ملتی،

کیا بریلویوں کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟“

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

”اگر صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد نہ ملتی ہو تو محض جماعت کے اہتمام کی غرض سے بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔“

(ارشاد المفتین، جلد سوم، ص ۳۳۵، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت اول، ۲۰۱۷ء)

یہی نہیں بلکہ یہی دیوبندی مفتی تو ایک بریلوی کی دیوبندی فاسق امام کے پیچھے نماز اور اس کی امامت کو مکروہ جانتا ہے۔

”دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ دیوبندی فاسق نہ ہو، اگر دیوبندی فاسق ہو تو اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔“

(ارشاد المفتین، جلد سوم، ص ۳۳۶، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت اول، ۲۰۱۷ء)

دیکھئے دیوبندی مفتی کو بریلوی صاحبان کی نماز کی کتنی فکر ہے کہ فاسق دیوبندی کے پیچھے ان کی نماز پڑھنے کو مکروہ لکھ رہا ہے۔

دیوبندی اکابر اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کیلئے دعا گو تھے

اشرف السوانح جلد اول میں تھانوی صاحب کا قول نقل کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے مخالفین جو انہیں کافر کہتے تھے ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتے اور کہتے تھے کہ وہ قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔

”حضرت والا ماشاء اللہ تعالیٰ اس قدر اختلاف سے متنفر اور اس درجہ وسیع انخیال ہیں کہ جہاں تک ہو سکتا ہے اپنے مخالفین کے اقوال وافعال کی بھی تاویل ہی فرماتے ہیں اور حسن ظن ہی سے کام لیتے ہیں گو عملاً موافقت نہ فرمائیں۔ چنانچہ ابھی ایک سلسلہ گفتگو میں نہایت شد و مد کے ساتھ فرما رہے تھے کہ جیسے بھی ہیں علماء

کے وجود کو دین کی بقا کیلئے اس درجہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہو جائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں تو میں پھر بھی ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتا رہوں کیونکہ گو وہ بعض مسائل میں غلو کریں اور مجھ کو برا کہیں لیکن وہ تعلیم تو قرآن و حدیث ہی کی کرتے ہیں ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔“

(اشرف السوانح، ج ۱ ص، ۱۹۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اشرف السوانح کی اس پہلی جلد پر تھانوی صاحب کی تصدیق بنام ”کشف حقیقت اشرف السوانح“ بھی موجود ہے۔

بعض دیوبندی اصاغر کو شاید یہاں اشکال ہو کہ ان مخالفین سے بریلوی مکتبہ فکر کے علماء مراد نہیں تو ان کی خدمت میں مضمون حیات امداد کتاب سے پیش کیا جاتا ہے جہاں باقاعدہ بریکٹ میں انوار الحسن شیر کوٹی صاحب نے بریلوی صاحبان لکھا ہے:

”میں علماء کے وجود کو دین کی بقا کیلئے اس درجہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہو جائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں (یعنی بریلوی صاحبان) تو میں پھر بھی ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتا رہوں کیونکہ وہ بعض مسائل میں غلو کریں اور مجھ کو برا کہیں لیکن وہ تعلیم تو قرآن و حدیث کی کرتے ہیں۔“

(حیات امداد ص ۳۸، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

”اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان غلط عقائد و نظریات سے بچائے۔ اور اکابر رحمہم اللہ کے مسلک و مشرب پر قائم فرمائے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں عظیم فریق دیوبندی، بریلوی میں اتحاد و یگانگت پیدا کر کے آپس میں اپنی اور اپنے رسول

ملائکہ علیہ السلام اور اپنے مبارک دین کی نسبت سے انگشتیں اور محبتیں پیدا کر کے دین حنیف کی سربلندی اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت و رفعت و عظمت رفتہ کو لوٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(اکابر کا مسلک و مشرب صفحہ ۷۳، خانقاہ اقبالہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)
ان حوالوں سے واضح ہوا کہ اکابر دیوبند اور خصوصاً تھانوی صاحب بریلوی مکتبہ فکر کی بقا کے لئے فکر مند اور دعا گو تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہی مکتبہ فکر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور تسلیم کیا کہ ان ہی کی وجہ سے دین قائم ہے۔

دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ معروف دیوبندی مفتی

محمد سعید خان صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا علمی مقام

امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی علمی تحقیقات کو وہی بیان کر سکتا ہے جس نے آپ کی علمی تصانیف اور فتاویٰ کو باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔ اسی حقیقت کا اظہار معروف دیوبندی عالم مفتی محمد سعید خان صاحب (جو دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے مجاز خلیفہ ہیں) ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”فتاویٰ رضویہ میں جناب احمد رضا خان صاحب جو ہمیں فزکس، کیمسٹری، جیالوجی، اور متعدد موجودہ دنیوی علوم پر بحث کرتے ہوئے ملتے ہیں تو ان کی معلومات کا اصل منبع یہی نصاب اور اس سے متعلقہ کتابیں ہی تو ہیں، جو انہوں نے نہایت عرق ریزی سے پڑھی تھیں۔ ان کا اور ہمارا مسلکی اختلاف اپنے مقام پر لیکن کیا قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اگر کوئی خوبی دشمن میں بھی ہو تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔“

ولا یجر منکم شنان قوم علی الا تعدلو اعدلوا هو اقرب للتقویٰ (پ ۶
سورہ المائدہ آیت ۸) اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات آمادہ نہ کرے کہ تم
انصاف نہ کرو تم سب انصاف سے کام لو، اور یہی طرز عمل تقویٰ سے قریب تر ہے۔
جناب احمد رضا خان صاحب کی اس خوبی کا اعتراف یا انکار کرنے کا حق صرف اسی
شخص کو پہنچتا ہے، جس نے ان کے فتاویٰ رضویہ کی تیس (۳۰) جلدوں کا نہایت
باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔“

(قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۲۹، ۳۰، ندوۃ المصنفین الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام
آباد، اشاعت، اپریل ۲۰۱۲ء)

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمہ اللہ کی علمی وسعت دیکھ کر علماء دیوبند بھی انگشت بہ دندان ہیں اس
حیرت کا اظہار مشہور دیوبندی مؤرخ ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ مفتی سعید خان
دیوبندی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”لیکن جناب احمد رضا خان صاحب کی کتابوں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کو
پڑھ کر دماغ میں ہمیشہ یہ سوال اٹھا کیا کہ جس کثرت سے جناب احمد رضا خان
صاحب کتابوں پر کتابوں کے حوالے دیئے چلے جاتے ہیں آخر ان کے پاس یہ
کتابیں تھیں کہاں؟ اگر ان کا ذاتی کتب خانہ واقعی اتنی کتابوں اور مخطوطات سے
بھر پور ہوتا تو جگ میں دھوم مچ جاتی۔ یا پھر ان کے آبائی شہر بریلی میں اتنا بڑا
کتب خانہ تھا؟ یا بریلی کے محلے کتب خانے میں اتنی کتابیں تھیں کہ ان کے زیر
مطالعہ رہتی تھیں؟ ان کا انتقال صرف ۹۰ برس پہلے ۱۹۲۱ء ہی میں تو ہوا۔ وہ کوئی

زیادہ قدیم دور کی گزری ہوئی شخصیت بھی نہیں ہیں کہ تحقیق مشکل سے ہو سکے پھر ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ کیوں نہیں ملتا؟ ممکن ہے کہ اس سوال کا کوئی جواب ہو اور ہمارے مطالعے میں نہ آیا ہو۔ امید ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء کرام اس سوال کا کوئی تسلی بخش اور مستند جواب تحریر فرما سکیں گے۔“

(قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ، ص ۳۰، ندوۃ المصنفین الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام آباد، اشاعت، اپریل ۲۰۱۲ء)

قاضی زاہد الحسینی دیوبندی کے والد کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام قاضی زاہد الحسینی دیوبندی کسی تعارف کے محتاج نہیں اور نہ ان کی دیوبندیت میں کسی دیوبندی کو شک ہوگا۔ قاضی صاحب کی کتاب ”رحمت کائنات“ سے کون دیوبندی ناواقف ہوگا اور کون ساحیاقتی دیوبندی ہوگا جو ”رحمت کائنات“ پر ناز نہ کرتا ہوگا۔ قاضی صاحب نے حسین احمد نانڈوی صاحب کی سوانح بنام ”چراغ محمد“ لکھی ہے اور اس پر دیوبندی اکابرین کی تصدیقات موجود ہیں۔ قاضی صاحب پتہ نہیں کیسے اپنے آباؤ اجداد کے عقائد و نظریات چھوڑ بیٹھے حالانکہ آپ کے والد صاحب حضرت غلام گیلانی (جیلانی) قدس سرہ صحیح العقیدہ سنی تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم فرماتے تھے اور نہایت ادب و احترام سے آپ کا نام لیتے تھے جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رجوع فرماتے اور رہنمائی حاصل فرماتے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے استفسارات موجود ہیں مگر شاید فتاویٰ رضویہ کے حوالے بعض دیوبندیوں کو ہضم نہ ہوں اسی لئے دیوبندیوں کی مرتب کردہ کتاب ملاحظہ ہو جس میں لکھا ہے کہ آپ حسام الحرمین کو پاکیزہ اور عمدہ کتاب فرماتے تھے۔

”اقول، اس بیت حیث خبیث کے سبب فاضل بریلوی مجدد و امامت حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے مرزا پر اپنی کتاب مستطاب حسام الحرمین میں حکم کفر و ارتداد فرمایا۔ جس کی حقیقت کی وجہ سے علمائے مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرفاً و کرامۃً وغیرہ نامی نامی بزرگان دین نے اس مرزا کی کفر پر مہریں کر دیں۔ جن حضرات کی تعداد چالیس تک ہے۔“

(احتساب قادیانیت، ج ۲۸، ص ۲۷، طبع ۲۰۰۹، ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔)

تصنیف: حنفی غلام گیلانی برگردن قادیانی مصنف: غلام جیلانی)

ملاحظہ فرمائیں کس تعظیم کے ساتھ آپ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا نام لیتے لکھتے ہیں۔ اور حسام الحرمین کتاب کو ”مستطاب“ لکھتے ہیں۔ یعنی حسام الحرمین کو پاک، سعید، عمدہ، افضل، جمیل، نیک اور مبارک کتاب سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ سب معنی مستطاب کے ہیں۔ اور قادیانیوں کے کفر پر حسام الحرمین پیش کر کے اکابر دیوبند کی وجہ سے کوئی نقد بھی نہیں فرماتے۔ اگر آپ کو حسام الحرمین سے مکمل اتفاق نہ ہوتا تو ضرور حسام الحرمین کے ذکر کے ضمن میں اکابر دیوبند کا دفاع فرماتے۔ مگر حضرت غلام جیلانی صاحب تو اعلیٰ حضرت کو عالم اہل سنت و جماعت اور مجدد امامت حاضرہ تسلیم کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا نام لیتے اور لکھتے وقت کن القابات اور دعاؤں سے یاد فرماتے ملاحظہ فرمائیں۔

”عن بعض تصنیفات عالم اہل السنۃ والجماعۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ

مولانا البریلوی الشیخ احمد رضا خان رضی عنہ الرب السبحان۔“

(احتساب قادیانیت ج ۲۸، حاشیہ ص ۱۱، طبع ۲۰۰۹، ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ

ملتان۔ تصنیف: تیج غلام گیلانی برگردن قادیانی۔ مصنف: غلام جیلانی

اکابر دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی کراچوی صاحب نے بھی تعصب بھرے انداز میں لکھا
ہے کہ:

”ایک معروف و مشہور اہل بدعت عالم جو اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے تھے اور ان
کے خلاف بہت سے رسائل میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے ان کا ذکر
آگیا تو فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ان کے متعلق معذب ہونے کا گمان
نہیں کیونکہ ان کی نیت سب چیزوں سے ممکن ہے کہ تعظیم رسول ہی کی ہو۔“
(مجالس حکیم الامت صفحہ ۱۲۵، دارالاشاعت)
عبدالحفیظ کی صاحب خلیفہ مولوی زکریا کاندھلوی ”اکابر کا مسلک و مشرب“ کے مقدمے
میں یہی حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”ایک معروف و مشہور اہل بدعت عالم جو اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے تھے اور ان
کے خلاف بہت سے رسائل میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے ان کا ذکر
آگیا تو فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ان کے متعلق معذب ہونے کا گمان
نہیں کیونکہ ان کی نیت سب چیزوں سے ممکن ہے کہ تعظیم رسول ہی کی ہو۔“
(اکابر کا مسلک و مشرب صفحہ ۳۱، خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)
عبدالحفیظ کی صاحب نے بھی مفتی شفیع کے تعصب بھرے انداز کو اپنا کر نام تو نہیں لکھا مگر
یہ بتایا ہے کہ:

”ایک مشہور و معروف اہل بدعت عالم، مگر صاحب ”سیرت اشرف“ نے بھی اس مضمون کو بیان کیا ہے جس میں باقاعدہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا نام لکھا گیا ہے اور اہل بدعت کے تعصب سے نکل کر بریلویوں کا بڑا امام لکھا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”مولانا احمد رضا خان بریلویوں کے سب سے بڑے امام گزرے ہیں۔ جو اہل حق سے بے حد دشمنی رکھتے تھے اور حضرت تھانوی کے سخت ترین مخالف تھے۔ یہاں تک کہ حدود ہندیب سے بھی تجاوز کر جاتے تھے۔ مگر تھانوی صاحب کی ان کی ذات اور ان کی جماعت کے متعلق یہ رائے تھی۔ ”ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔“ یہ فرما کر اپنے مخلصین کو اپنے مخالفین کی مخالفت سے باز رکھتے تھے۔“ (سیرت اشرف، ج ۲ ص ۱۶۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اسی مضمون کو صاحب ”اشرف السوانح“ یوں نقل کرتے ہیں کہ تھانوی صاحب کا معمول تھا کہ کوئی امام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خلاف برا بھلا کہتا تو بڑے شد و مد کے ساتھ رد کرتے اور امام مجدد اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے اس کا اعتراف صاحب اشرف السوانح یوں کرتے ہیں:

”مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی بھی جن کی سخت ترین مخالفت اہل حق سے عموماً اور حضرت والا سے خصوصاً شہرہ آفاق ہے ان کے برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شد و مد کے ساتھ رد فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔“

(اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۳۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

”تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند“ میں لکھا ہے:

”(۱۰) مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو جب مولانا احمد رضا خان کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا: فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں اور اس ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیئے ہیں وہ سب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر دیئے ہیں۔ اس لئے عند اللہ معذور و مرحوم و مغفور ہوں گے۔ میں اختلاف کی وجہ سے بدگمانی نہیں کرتا۔“

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند، ص ۱۸۰۔ مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ کشمیری، محمد اصغر حسین دیوبندی، شبیر احمد عثمانی، محمد حبیب الرحمن دیوبندی، مولوی احمد سعید دہلوی، اعجاز علی دیوبندی، سید محمد عابد دیوبندی صاحبان کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب رحمۃ للعالمین کے مصنف سید محمد عابد صاحب نے امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام حدائق بخشش سے بھی استفادہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”اور جس گلی کوچے سے آپ گزر فرماتے وہاں خوشبو بس جاتی

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا

دیئے ہیں“ (رحمۃ للعالمین، ص ۸۸، محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی)

اسی کتاب ”رحمۃ للعالمین“ کے ۷۹ اور ۸۰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری نعت شریف ”سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی“ لکھی گئی ہے۔ مگر نعت شریف کے آخری شعر میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو اس طرح حذف کیا ہے:

”غز دوں کو مرده دیجئے کہ ہے بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی“
(رحمۃ للعالمین، ص، ۸۰، محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی)

حالانکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت کا یہ شعر کچھ یوں ہے

”غز دوں کو روضا مرده دیجئے کہ ہے بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی“
(حدائق بخشش، صفحہ، ۷۰)

یہ کتاب محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی سے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب پر اکابر دیوبند کی تقاریر و تصدیقات موجود ہیں جن میں یہ اکابر سرفہرست ہیں مفتی کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ صاحب کشمیری صاحب، محمد اصغر حسین دیوبندی صاحب، مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب، محمد حبیب الرحمن دیوبندی صاحب، مولوی احمد سعید دہلوی صاحب، مولوی اعجاز علی دیوبندی صاحب۔ یہ سب دیوبندی حضرات امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شاعری سے متاثر تھے جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی۔ کیونکہ کسی کتاب پر تقریر اس کتاب کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ دیوبندی حکیم الامت بیان کرتے ہیں:

”مجل مطالعہ تقریر کے لئے کافی نہیں کیونکہ تقریر شہادت ہے اس لئے اس میں واقعہ کی پوری کیفیت معلوم ہونا شرط ہے“

(ملفوظات حکیم الامت، ج ۶ ص ۷۰، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: محرم ۱۴۲۲ھ)

شعر میں تحریف کے ذمہ دار کون ہیں کاتب یا مصنف؟ یا یہ دیوبندی اکابر؟ مگر یہ بات تو طے ہوئی کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری ان سب کے ہاں مقبول اور قابل مطالعہ

۴۔

عظیم صوفیا عاشقانِ رسول شعراء میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا نام

محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمہ اللہ کا شمار کس انداز میں عشاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتے ہیں۔ میاں محمد صدیقی صاحب فرزند محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی اس تصنیف میں ”عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کا باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عشقِ رسول کا سب بڑا مظہر نعت گوئی کو سمجھا گیا ہے، اس کا آغاز خود حضور اقدس کے دور ہی سے ہوتا ہے۔ مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس کی خدمت میں اپنا منظوم نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ جیسے جلیل القدر ائمہ اور علماء نے منظوم نذرانہ محبت و عقیدت پیش کیا۔ عربی، اردو، اور فارسی میں مسلم شعراء نے حضور کے عشق کے لازوال نغمے تخلیق کئے اور نعت کے ایسے ایسے لعل و گہر پیش کئے جن کی مثال دنیا کا ذخیرہ شعر و ادب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مولانا روم، مولانا جامی، شیخ فرید الدین عطار، امیر خسرو، امیر بینائی، حاجی امداد اللہ، مولانا احمد رضا خان، اور علامہ اقبال ایسی بلند پایہ ہستیوں نے بارگاہِ رسالت میں محبت اور عقیدت کے ایسے نذرانے، اور نعت کے ایسے سدا بہار پھول پیش کئے جن کے امام جاں فزا سے عاشقانِ رسول قیامت تک سرور و کیف میں ڈوبے رہیں گے۔“

(تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ص ۱۶۶۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ)

اشرفیہ لاہور۔ طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء)

آپ اندازہ لگائیں کہ محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے کن کن عظیم شخصیات و اولیاء عظام، امام اعظم، امام شافعی، مولانا روم، مولانا جامی، شیخ فرید الدین عطار اور امیر خسرو جیسے عاشقان میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صوفیہ کرام میں کسی بھی دیوبندی عالم کا ذکر نہیں۔

اصاغر دیوبند اپنے اکابر کے ان اقوال پر غور کریں۔ کیونکہ یہ اکابر نہ تو امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کو کافر، مشرک سمجھتے تھے اور نہ کسی نئے فرقے کا بانی اور نہ بریلوی مکتبہ فکر کو نیا فرقہ سمجھتے تھے۔ بلکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عالم دین، بزرگ، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فقیہ اور اسلام کا عظیم اسکالر مانتے تھے۔ اور آپ کو دعائیہ کلمات سے یاد کرتے تھے۔

اکابر دیوبند کے کفریہ عبارات پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا بعض دیوبندی ان عبارات میں تاویل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ عبارات ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مگر دیوبندی اصاغر کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ دے کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اسی وجہ سے معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کافر ہوئے۔ مگر اکابر دیوبند کا نظریہ ان اصاغر سے بالکل مختلف ہے وہ اکابر دیوبند پر کفر کے فتوے سے وہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کو کافر نہیں سمجھتے۔

انور شاہ صاحب کشمیری کا اعتراف کہ اکابر دیوبند کی تکفیر کی وجہ سے دیوبندی

اکابر، علماء بریلوی کی تکفیر نہیں کرتے

انور شاہ صاحب کشمیری کا فرمان ان کے داماد احمد رضا بجنوری صاحب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مختار قادیانی نے اعتراض کیا کہ علماء بریلوی، علمائے دیوبند پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور علمائے دیوبند بریلوی پر۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا: میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند ان کی تکفیر نہیں کرتے۔“ (ملفوظات کشمیری ص ۶۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ،)

یہی اعتراف انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی ان الفاظ میں رقم کرتا ہے:

”جس زمانے میں بہاولپور میں ایک قادیانی مرد اور مسلمان عورت سے نکاح کے سلسلے میں طلاق کا معاملہ عدالت میں پیش تھا اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ دیوبندی مسلمانوں کی طرف سے وکالت فرما رہے تھے تو قادیانی وکیل نے کہا کہ دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کا کافر کہتے ہیں لہذا قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی قابل رد ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: ”میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی طرف سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ اہلسنت و جماعت مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے اور علمائے دیوبند اور بریلوی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں چنانچہ فقہانے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ کفر کسی شبہ کی بنا پر کہتا

ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (حیات امداد، ص ۳۹، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

ایسا ہی ایک حوالہ شار احمد خان فتحی اپنی کتاب تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند میں بھی نقل کرتے ہیں:

”بہادرپور میں ایک عورت کا شوہر قادیانی ہو گیا تھا عورت نے شوہر کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ مقدمے کے دوران مرزائی وکیل نے کہا بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں اور دیوبندی بریلوی حضرات کو کافر کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیری نے جواب دیا ”میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ مسلمانوں اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے جبکہ علمائے دیوبند اور علمائے بریلوی میں واقعات کا اختلاف ہے۔ قانون کا نہیں۔ چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ کفر کسی شبہ کی بنا پر کہتا ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔“

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند ص ۹۴، مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کا اپنے اکابر کی تکفیر کے باوجود اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی

تکفیر سے کف لسان

”مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جس نے اکابر دیوبند کی تکفیر کی ہے، اکابر نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے، اس لئے ہم بھی ان مولوی صاحب

موصوف کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کے کلام کو صحیح محمل پر محمول کرتے ہوئے ان کو مسلمان ہی کہیں گے۔“

(ارشاد المفتیین ج ۲ ص ۱۶۷، مکتبۃ الحسن لاہور، اشاعت: ستمبر، ۲۰۱۶ء)

مولانا غریب اللہ صاحب دیوبندی کے نزدیک علمائے بریلوی کو دیوبندی تکفیر سے ثواب اس کے بعد مولانا غریب اللہ صاحب نے ایک سوال و جواب قائم کر کے نقل کیا ہے سوال و جواب ملاحظہ ہو:

”سوال: اگر علماء بریلی نے نیک نیتی سے ٹھیک سمجھ کر علماء دیوبند پر یہ الزامات لگائے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟ جواب: ایسی صورت میں علمائے بریلی کو ثواب حاصل ہوگا“ (ضرب شمشیر صفحہ ۶۲، مکتبہ مجددیہ مانگی)

”مولانا محمد صاحب نے مزید فرمایا کہ: مقدمہ بہاولپور میں شمس مرزائی نے علماء پر یہ اعتراض کیا تھا کہ دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ نے جواب دیا کہ حج صاحب! لکھو میں تمام علمائے دیوبند کی طرف سے اور جو حضرات یہاں موجود ہیں ان سب کی طرف سے وکیل ہو کر کہتا ہوں کہ ہم بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔ اور فرمایا کہ بریلوی حضرات جو علم غیب کے بارے میں تاویلات کرتے ہیں، کچھ نصوص ایسی ہیں جو ان معافی کی موہم ہیں۔ نیز ان معافی کی طرف سلف صالحین میں سے بھی بعض حضرات گئے ہیں، لیکن مرزائی جو تاویل کرتے ہیں، اس معنی کی مؤید کوئی نص نہیں ملتی اور نہ سلف میں سے اس معنی کی طرف کوئی گیا ہے۔“

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات، ص ۳۵، ۳۶، مکتبہ رحمتہ للعالمین ٹوپی صوابی پشاور)

اسی مضمون کا ایک واقعہ مولوی غریب اللہ صاحب بانی دارالعلوم مجددیہ مانکنی صوابی اپنی کتاب ”ضربِ شمشیر“ میں اس انداز سے نقل کر رہے ہیں:

”بہادپور میں کافی عرصہ قبل مسلمانوں اور مرزائیوں کا ایک مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کی طرف قادیان کی پوری طاقت اس مقدمہ کی پشت پناہ بن گئی۔ اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت سید محمد انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بمعہ علماء کرام کی جماعت کے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے بحث تھی۔ مرزائیوں کے کفر کی۔ تو اثنائے بحث میں خلطِ بحث کرنے کیلئے مرزائیوں کے وکیل جلال الدین شمس نے ایک اشتہار علمائے بریلی کا شائع کردہ عدالت میں پیش کر دیا۔ اس اشتہار کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ ”چونکہ علمائے دیوبند نے حضور علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے یہ کافر ہیں“۔ اس اشتہار کے جواب میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اشتہار ہمارے مخالف نہیں۔ بلکہ ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اشتہار میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ جو شخص انبیاء یا رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے وہ کافر ہے تو ہمارا بھی بالکل یہی عقیدہ ہے اور ایمان ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی توہین کرے وہ کافر ہے تو مسئلہ کے اس حصے میں ہم دیوبندی علمائے بریلی کے ساتھ بالکل متفق ہیں ہمارا اور حضرات علمائے بریلی کا اختلاف ارتکابِ جرم میں ہے۔ یعنی علمائے بریلی کا خیال یہ ہے کہ ہم نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم نے اس جرم قبیح کا ہرگز ارتکاب نہیں کیا۔ مگر مرزائیوں کے بارے میں تو ہم مسلمانوں کے

دونوں فریق دیوبندی، بریلوی اس بات پر بالکل متفق ہیں کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر کے حضور ﷺ اور شریعت محمدی ﷺ کی توہین کی ہے لہذا وہ قطعی کافر ہیں۔ (ضرب شمشیر، صفحہ ۶۱، ۶۲، مکتبہ مجددیہ مانگی)

نوٹ: غریب اللہ صاحب مانگی، مظاہر العلوم اور دیوبند سے پڑھے ہوئے ہیں تفصیل کیلئے تذکرہ علماء صوابی ملاحظہ ہو۔

مفتی شفیع صاحب کا بیان کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فرض تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی تکفیر کرے پر ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے

”احمد رضا خان بریلوی نے دیوبندیوں پر فتویٰ کفر کا دیا ہے۔ اس پر بعض علماء دین کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ ہم احمد رضا خان بریلوی کے فرقہ کو کافر نہیں کہتے۔ احمد رضا خان کو بھی کافر نہیں کہتے۔ اس کے اقوال کی تاویل کرتے۔ ممکن ہے کہ احمد رضا خان نے دیوبندیوں کو کافر کہتے وقت تحقیقات کی ہو۔ ان کا فتویٰ اس خبر کی بنا پر یا اس تحقیق کی بناء پر واقع ہوا کہ دیوبندیوں نے کسی ضرورت دین کا انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو کافر کہے جو کسی ضرورت دین کا منکر ہو۔ اس لئے ان کا فتویٰ اپنی تحقیق کی بناء پر تھا۔“

(مقدمہ بہاولپور، ج ۱ ص ۱۲۸، ۱۲۹، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت سوم، نومبر ۲۰۲۰ء)

ابوالوفاشا جہانپوری کا اقرار کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فرض تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی

تکفیر کرے پر ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے

”احمد رضا خان صاحب کے اقوال کو کفر نہیں کہتے۔ ممکن ہے ان کا فتویٰ اس بناء پر

ہو کہ دیوبند والوں نے کسی ضروریات دین کا انکار کیا ہو ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر ایک کا فرض ہے کہ ضروریات دین کے منکر کو کافر کہے۔“

(مقدمہ بہادپور ج ۳ ص ۳۹۲، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت سوم، نومبر ۲۰۲۰ء)

شبیر عثمانی صاحب علمائے اہلسنت بریلوی کی تکفیر نہ کرتے تھے بلکہ ان کی وکالت کرتے دیوبندی قاسم ثانی اپنی کتاب ”الشہاب لرحم الخاطف المرتاب“ میں محمد علی مرزائی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

”آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں نہ تمام شیعہوں کو نہ سارے نیچریوں کو حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزائیوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔“

(تالیفات عثمانی، ص ۵۲۲، الشہاب لرحم الخاطف المرتاب، ص ۱۶، ادارہ اسلامیات لاہور، طباعت اول ستمبر ۱۹۹۰ء)

اسی حوالے کو انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی اپنی کتاب ”حیات امداد“ میں شبیر احمد عثمانی کے اس اعتراف کو ان الفاظ میں زیر قلم لاتا ہے۔

”حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔“

(حیات امداد، ص ۳۹، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

دیوبندی مناظر مرتضیٰ حسن در بھنگی کہتے ہیں کہ اگر اعلیٰ حضرت عبارات کو گستاخی سمجھ کر کفر کا فتویٰ نہ دیتے تو خود کافر ہو جاتے

اکابر دیوبند کے مناظر مرتضیٰ حسن چاند پوری لکھتے ہیں:

”اصل میں یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علماء اسلام کا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کافر کہنا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے اب اس کو کبھی منہ پر نہ لانا اگر (امام احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔“

(اشد العذاب ص ۱۳، احتساب قادیانیت، ج ۱۰، ص ۲۵۹، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ عین شریعت کے مطابق تھا۔ اور کفر کا فتویٰ نہ دیتے تو خود کافر ہو جاتے۔

تھانوی صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا جذبہ قابل قدر اور اسی جذبہ کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی نجات

”مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ بھی! مولانا احمد رضا خاں صاحب ہم لوگوں کو برا کہتے ہیں غصہ ہے ان کو۔ شاید وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس وجہ سے وہ غصہ کرتے ہیں یہ جذبہ اللہ کے یہاں بڑا قابل قدر ہے۔ کیا بعید ہے کہ یہی جذبہ ان کیلئے ذریعہ نجات بن جائے۔“

(مسلک علماء دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۵۴، ۵۵، رحمت اللہ کشمیری، مکتبہ دارالعلوم رحیمہ)

بانڈی پورہ کشمیر، رمضان، ۱۴۱۱ھ)

تھانوی کا بیان میری تکفیر پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو ثواب ملے گا

محمد علی جالندھری گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

”حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے مولانا احمد رضا خان کی نسبت فرمایا کہ میری تکفیر پر مولانا احمد رضا کو ثواب ملے گا۔ انہوں نے اپنے خیال میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھے کافر کہا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مجھے مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے جس وجہ سے مجھے کافر کہا وہ مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ مولانا کے اس ارشاد کا میں خود گواہ ہوں۔“

(تحریک ختم نبوت، ۱۹۳۲ء تا ۱۹۵۳ء، ج ۱، ص ۶۱۲، مرتب، اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ نبوت)

تھانوی صاحب کا اعتراف کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے جواب میں ایک سطر بھی

نہیں لکھی

”خان صاحب نے ساری عمر اسی میں صرف کی کہ مجھ کو برا بھلا کہا مگر الحمد للہ میں نے ایک سطر بھی جواب میں نہیں لکھی۔“

(ملفوظات حکیم الامت، ج ۸ ص ۷۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت، صفحہ ۱۳۲۵ھ)

اس حقیقت کا اظہار صاحب ”سیرت اشرف“ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

”احمد رضا خان بریلوی کے جواب میں کبھی ایک سطر بھی نہیں لکھی۔“

(سیرت اشرف، ج ۱ ص ۳۳۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

پھر آگے نثری صاحب ”سیرت اشرف“ میں لکھتے ہیں:

”ممکن ہے اس شخص (اعلیٰ حضرت) کی نیت اچھی ہو۔ مثلاً امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ اس لئے معذور ہو گو ہم بھی اس لئے معذور ہوں کہ اپنے کو حق پر سمجھتے ہوں یا اپنی غلطی بھی نظر میں ہو۔“ (سیرت اشرف ج ۱ ص ۳۳۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

معروف دیوبندی عالم محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا عشق مصطفیٰ ﷺ اور فتویٰ تکفیر دیوبند پر اعلیٰ حضرت کی بخشش کا بیان مشہور دیوبندی مصنف محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے اعتراف کو مولانا کوثر نیازی صاحب نے یوں نقل کیا ہے:

”میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے۔ کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آ جاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے ”مولوی صاحب (یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو ان فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا“ احمد رضا! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین کی تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔“

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۵۴، مشاہدات و تاثرات: روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۱۰ نومبر ۱۹۸۱ء)

کوثر نیازی صاحب کے آڈیو بیانات بھی موجود ہیں۔ بعض اصاغر دیوبند کوثر نیازی صاحب سے اس بیان پر برات کا اظہار کرتے ہیں آئیے دیوبندی سوانح نگار کوثر نیازی صاحب کے بارے میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کرتے ہیں:

”دارالعلوم تعلیم القرآن میں ایک قرآن کانفرس منعقد ہوئی سعودی عرب کے سفیر الشیخ ریاض الخطیب جو قرآنی علوم کے بہت بڑے ماہر تھے مہمان خصوصی تھے۔ اس عہد کے جید علماء نے کانفرس میں شرکت کی مذہبی امور کے وزیر کوثر نیازی نے بھی تفسیر کے اسلوب پر ایک عالمانہ مقالہ پیش کیا۔ (حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص ۵۸، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

”حکومت نے اپنی جماعت اور اپوزیشن جماعت کے سرکردہ رہنماؤں کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی تیار کیا اس کا پہلا ہدف شیخ القرآن (غلام خان) کو بننا تھا۔ مولانا کوثر نیازی کی بروقت اطلاع پر انہوں نے گھر چھوڑ دیا اور دوسری جگہ منتقل ہو گئے یوں جان بچ گئی۔

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص ۵۹، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

”مولانا کوثر نیازی جو وفاقی وزیر اور مولانا (غلام خان) کے ذاتی دوست تھے نے وزیراعظم سے ملاقات کا انتظام کیا۔“

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص ۵۸، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

دیکھئے کہ دیوبندی سوانح نگار کس طرح کوثر نیازی کی وفاداری اور غلام خان صاحب سے دوستی کے چرچے اپنی کتاب میں نقل کر رہے ہیں۔ ان واقعات کے بعد کس طرح دیوبندی حضرات کوثر نیازی صاحب سے برات کا اظہار کر سکتے ہیں؟ کیا غلام اللہ خان صاحب ایک بدعتی اور شرکیہ عقیدے رکھنے والے کو دوست رکھتے تھے؟

اب ادریس کاندھلوی صاحب کے ساتھ کس درجے کا تعلق تھا کیا ان کے استاد شاگرد کا

تعلق تھا؟ اور کیا واقعی کوثر نیازی صاحب نے اوریس کاندھلوی صاحب سے فیض حاصل کیا تھا؟ تو آئیے یہ جاننے کیلئے محمد اوریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے کا بیان دیکھتے ہیں:

”نیازی صاحب جب جماعت اسلامی میں تھے اس وقت بھی والد صاحب کے پاس آتے، اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی، جب بھی آتے رہے، پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے جب آنا جانا رہا، اور پھر جب وزیر بنے تب بھی آئے۔ وہ کیونکہ والد صاحب کو استاد کی طرح سمجھتے، اور ان کا اتنا ہی احترام کرتے جتنا ایک بیٹا باپ کا کرتا ہے، اس لئے والد صاحب نے بھی ہمیشہ ان سے ایسی ہی شفقت کی جیسی جیسی اولاد کیسا تھہ کی جاتی ہے۔“

(تذکرہ مولانا اوریس کاندھلوی، ص ۲۱۹، ۲۲۰۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔ سن اشاعت: طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء)

کیا کوئی اپنے ایسے استاد جس کو وہ اپنے باپ کی طرح سمجھتا ہو ان پر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟ پھر کوثر نیازی صاحب یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ میں نے اوریس کاندھلوی صاحب سے فیض حاصل کیا۔

”مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ مولانا اوریس کی وفات سے میرا ذاتی نقصان بھی ہوا ہے کیونکہ میں نے ان سے کسب فیض بھی کیا ہے۔ مولانا اوریس میرے ذاتی اصرار پر اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل ہوئے تھے۔“

(تذکرہ مولانا اوریس کاندھلوی، ص ۳۲۸۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ)

لاہور۔ سن اشاعت: طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء)

”انہوں (کوثر نیازی) نے کہا کہ میرے لئے یہ ایک ذاتی غم بھی ہے کیونکہ میں نے قیام لاہور کے دوران مولانا مرحوم سے دینی تعلیم میں کافی عرصے تک کسب فیض کیا ہے۔“ (تذکرہ مولانا دریس کاندھلوی، ص ۳۵۰۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر:

مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔ سن اشاعت: طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء)

اسی کوثر نیازی صاحب کا ایک مقالہ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب نے بیس علمائے حق میں شامل کیا ہے وہاں بھی نیازی صاحب مفتی شفیع صاحب کے حوالے تحریر کرتے ہیں۔

مفتی شفیع صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

”دوسرے مسلک کے اکابر کا ہمیشہ احترام کرتے میں نے بارہا ان کی زبان سے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار و اعتراف سنا۔“ (بیس علمائے حق، ص ۲۹۱، مکتبہ رحمانیہ)

اگر کوثر نیازی کے حوالے سے اطمینان نہ ملا ہو تو پچھلے صفحات میں محمد دریس کاندھلوی کے بیٹے کا حوالہ دوبارہ دیکھ لیں کہ کتنے بڑے بڑے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا شمار کیا ہے۔ آئیے محمد دریس کاندھلوی صاحب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

”شیخ الحدیث مولانا محمد دریس کاندھلوی شیخ الجامعہ اشرفیہ لاہور فرماتے ہیں کہ جن علماء نے ہمارے بزرگوں کے متعلق کفر کے فتوے دیئے ہیں ہم ان حضرات کے بارے میں نیک گمان رکھتے ہیں اور یہ نیک گمان حسن ظن کے طور پر نہیں ہے ہماری تحقیق یہی ہے کہ یہ حضرات سچے مومن اور مسلمان ہیں چونکہ نوعیت مسلمہ یہ ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہمارے اور ان کے نزدیک متفقہ کفر ہے۔ ان بعض عبارات سے اس قسم کا وہم ہوا ہے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مغلوب ہو کر کہا اور مجذوب ہو یا مغلوب دونوں ہی مرفوع القلم ہیں۔“

(تہمت دہائیت اور علمائے دیوبند، ص ۱۸، ۱۹، مکتبہ اشیع بہادر آباد کراچی)

اور یس کا ندھلوی کے نزدیک اکابر دیوبند کی تکفیر سے علمائے بریلی کی تکفیر جائز نہیں

”عدالت عالیہ نے والد صاحب کو بھی بیان کیلئے بلایا، تحقیقاتی بیج دو جوں پر مشتمل تھا۔ جسٹس محمد منیر اور جسٹس کیانی مرحوم، دوران بیان جسٹس منیر نے مختلف سوالات کئے۔ ایک سوال یہ کیا کہ ”مولانا! ترمذی میں ایک حدیث آتی ہے جس میں یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے تو اس کا کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء دیوبندی علماء کو کافر کہتے ہیں، اس حدیث کی رو سے ان کا کفر خود بریلوی علماء پر لوٹا اور وہ لوگ کافر ہوئے؟“ والد صاحب نے جواب دیا کہ: ”ترمذی کی حدیث تو صحیح ہے، مگر آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ مسلمان ہے دیدہ و دانستہ کافر کہے تو اس کا کفر کہنے والے پر لوٹے گا، جن بریلوی علماء نے بعض دیوبندی علماء کو کافر کہا انہوں نے دیدہ و دانستہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو غلط فہمی ہوئی جس کی بنا پر انہوں نے ایسا کہا انہوں نے منشا تکفیر تجویز کیا ہے کہ ایسے علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اگرچہ ان کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ وہ اگر ذرا بھی غور و فکر کرتے یا ان ہی

کی وہی کتابیں اور عبارتیں دیکھ لیتے جس سے بریلوی علماء کو یہ خیال ہوا تو خود ہی اس کا ازالہ ہو جاتا پھر بھی ہم اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ان حضرات نے بعض علماء دیوبند کی تکفیر اس بنیاد یعنی توہین رسول کے موعومہ پر کی ہے۔ لہذا یہ کفر کہنے والے پر نہیں لوٹے گا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی علماء بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اقدس کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ ہم جواباً ان کی تکفیر کا طریقہ اختیار نہیں کرتے۔“

(تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ص ۱۰۵، مصنف: محمد میاں صدیقی، ناشر مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ، طبع، اول، جولائی ۱۹۷۷ء)

اگرچہ ادریس کاندھلوی نے انصاف سے کام نہیں لیا اور اکابر دیوبند کی کتابیں اور عبارات نہیں پڑھیں اور غور نہیں کیا اگر پڑھ کر غور کر لیتے تو اکابر دیوبند کی گستاخیاں واضح ہوتیں۔ مگر ادریس کاندھلوی صاحب نے یہ بھی مان لیا ہے کہ علماء بریلوی نے بلاوجہ اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ توہین رسول ﷺ کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ دیا ہے جس سے ان پر کفر واپس نہیں لوٹتا۔

دیوبندی فقیہ الامت محمود حسن گنگوہی کے ملفوظات کو بھی دیکھ لیں

”ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب میں اتنا زیادہ عشق رسول تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشق کے طفیل ان کو معاف کر دیں۔“

(ملفوظات فقیہ ملت، ص ۳۰۶۔ مکتبہ الحسن، طبع اول، اشاعت اپریل ۲۰۱۶ء)

ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بزرگ دیوبندی ہی ہوتے ہیں لیکن اگر یہ بزرگ دیوبندی

نہیں بلکہ بریلوی تھے تو معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات بریلویوں کو بزرگ مانتے ہیں۔

طارق جمیل صاحب کی بھی سنو

احقاق الحق المبلغ کے مصنف نے طارق جمیل مبلغ تبلیغی جماعت کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”احمد رضا خان صاحب مرحوم اگر وہ اکابر دیوبند کے تکفیر کے قائل تھے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو سکتے تو میں نے خود اپنے استاد صاحب سے سنا کہ ان کی تحریروں میں کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جو کفر تک پہنچاتی ہو یا بالکل گمراہی تک پہنچاتی ہو۔“
(شاہراہ تبلیغ مع احقاق الحق المبلغ فی ابطال ما حدیثہ جماعت التبلیغ ص ۶۱)

جیسا کہ دیوبندی اکابر کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت سے نسبت رکھنے والے بریلوی علماء پر اکابر دیوبند نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا دیوبندی اکابر تو بریلوی مکتبہ فکر کو نیا فرقہ بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ بریلوی مکتبہ فکر کو اہل السنۃ والجماعت سواد اعظم مانتے ہیں اور ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم دین، فقیہ تھے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور تصانیف سے اکابر دیوبند اپنی کتابوں میں ان کے حوالہ جات اور فتاویٰ بطور استدلال نقل کرتے ہوئے پیش کرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ دیوبندی اکابر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتے تھے بلکہ اعلیٰ حضرت کا بعض اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ بھی حق سمجھتے ہوئے اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے فرض، نجات و ثواب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اب ایک سچا مسلمان جو اہل سنت و جماعت سواد اعظم کا عالم دین بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو کیا اکابر دیوبند کے نزدیک ایسے عالم

دین کی توہین جائز ہے؟ کیا اکابر دیوبند کے نزدیک ایسے عالم دین کی طرف کفر کی نسبت جائز ہے جس پر ان کے اکابر میں کسی نے کفر کا فتویٰ نہ دیا ہو۔ بالکل بھی جائز نہیں کفر تو درکنار اکابر دیوبند تو آپ کے نام کی بے ادبی اور توہین کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے اختصار کے طور پر اکابر دیوبند کے کتب سے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

اکابر دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی جائز نہیں اکابر دیوبند کے نزدیک جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کرے اسے توبہ کرنی چاہئے سوال (۵۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو شخص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور امام احمد رضا کو کافر کہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ زید صحیح کہتا ہے یا غلط؟ اگر زید غلطی پر ہے تب زید کو کیا کرنا چاہئے اور زید صحیح کہتا ہے تو کیوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ الجواب وباللہ التوفیق: یہ دونوں شخصیتیں مسلمان ہیں، اور کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے، زید کو توبہ کرنی چاہئے اور تکفیر سے باز آنا چاہئے۔“

(کتاب النوازل ج ۱ ص ۳۳۱، ۳۳۲۔ المرکز العلمی للتحقیق لال باغ مراد آباد، اشاعت اول، جنوری ۲۰۱۳ء)

”احمد رضا خان کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ احتیاط رکھنی چاہئے۔“

(کتاب النوازل ج ۱ ص ۳۳۳، المرکز العلمی للتحقیق لال باغ مراد آباد، اشاعت اول، جنوری ۲۰۱۳ء)

مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کے نزدیک بریلوی مکتب فکر کی تکفیر جائز نہیں

” (مفتی محمد حسن) علماء دیوبند کے ہم مشرب تھے۔ دیوبندی بریلوی خاصیت سے

حتی الوسع اجتناب فرماتے تھے۔ دونوں میں باہمی تکفیر کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ

اگر کوئی جماعت دوسری جماعت کی تکفیر کرتی تو بلا خوف و لومۃ لائم صاف صاف اس سے برأت کا اظہار فرماتے۔ چنانچہ اپنی ہی جماعت کے ایک عالم جو اس معاملہ میں تشدد کا پہلو اختیار فرمائے ہوئے ہیں۔ جب کبھی مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے اس رویہ کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اتنی سختی ہمارے بزرگوں حضرت مولانا قاسم صاحب، حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور وحییم الامت حضرت تھانوی کے مسلک کے بالکل خلاف ہے۔“

(تذکرہ حسن، ص ۱۱۵، وکیل احمد، ناشر، جامعہ اشرفیہ لاہور، اشاعت باراول، سن ۱۳۸۱ھ)

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب اور دیوبندی حکیم الامت کے

نزدیک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی بے ادبی اور توہین جائز نہیں

دیوبندی حکیم الاسلام کے ”خطبات“ میں اور محمد اسحاق ملتانی صاحب کے ”اسلاف کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات“ میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی بے ادبی اور توہین کو ناجائز لکھا ہے:

”دل لگی، تمسخر جاہلوں کا کام ہے، عالموں کو مناسب نہیں کہ تمسخر کریں۔ اس لئے کہ ادب کے خلاف ہے۔ تو ایک ہے رائے کا اختلاف اور کسی عالم سے مسلک کا اختلاف اور ایک ہے بے ادبی، بے ادبی کسی حالت میں جائز نہیں۔ اختلاف جائز ہے۔ میں نے مولانا تھانوی کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ قیام، عرس میلاد وغیرہ مسائل میں

اختلاف رہا۔ مگر جب مجلس میں ذکر آیا تو فرماتے۔ مولانا احمد رضا خان صاحب۔ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے احمد رضا کہہ دیا۔ حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ: عالم تو ہیں، اگرچہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو، کس طرح جائز ہے؟ رائے کا اختلاف اور چیز ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو خطا پر سمجھتے ہیں اور صحیح نہیں سمجھتے۔ مگر ان کی توہین اور بے ادبی کرنے کا کیا مطلب؟ مولانا تھانوی نے ”مولانا“ نہ کہنے پر برامانا۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۱۷۶، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء۔ اسلاف کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات، ص ۳۵۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۸ھ) قاری طیب صاحب نے صرف ایک بار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بے ادبی اور توہین کو منع نہیں کیا بلکہ بار بار اس کا اظہار کیا چنانچہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

دیوبندی حکیم الاسلام کے نزدیک ”بریلوی عالم کی توہین درست نہیں“ چنانچہ یہی عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

”بریلوی عالم کی توہین بھی درست نہیں۔“

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء) اسی عنوان کے تحت آگے لکھتے ہیں:

”اب مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں۔ ایک دن حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں غالباً خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے یا کسی اور نے یہ لفظ کہا کہ ”احمد رضا یوں کہتا ہے“ بس حضرت بگڑ گئے فرمایا ”عالم تو ہیں ہمیں توہین کرنے کا کیا حق ہے۔ کیوں نہیں تم نے مولانا کا لفظ کہا۔ غرض بہت ڈانٹا ڈپٹا۔ بہر حال ہم تو اس

طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے“
(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء)

اسی حوالے کو ”اکابر کا مسلک و مشرب“ میں اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

”ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں غالباً خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے یا کسی اور نے یہ لفظ کہا کہ ”احمد رضا یوں کہتا ہے“ بس حضرت بگڑ گئے فرمایا ”عالم تو ہیں ہمیں توہین کرنے کا کیا حق ہے۔ کیوں نہیں تم نے مولانا کا لفظ کہا۔ غرض بہت ڈانٹا ڈپٹا۔ بہر حال ہم تو اس طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے“

(اکابر کا مسلک و مشرب ص ۳۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید فیکسلا)

دیکھئے اکابر دیوبند تو محض اعلیٰ حضرت کا نام بغیر مولانا کے کہنے پر ناراض ہوتے تھے اور بگڑ جاتے تھے اور اسے بے ادبی اور توہین سمجھ کر ناجائز قرار دیتے تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عالم مانتے تھے۔ اور مسلک کے اختلاف کے باوجود بے ادبی جائز نہیں سمجھتے۔ تو پھر اہل سنت بریلوی کے لئے دیوبندیوں کی طرف سے رضا خانی الفاظ استعمال کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ تھانوی صاحب تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے وقت مولانا ضرور ساتھ لگاتے ہوئے نام لیتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا محض نام بغیر القاب کے لینے کو بھی بے ادبی اور توہین سمجھتے ہوئے اس پر ناراض ہوتے تھے اور ایسی بے ادبی اور توہین کرنے والوں سے لڑ پڑتے تھے۔

اسی دیوبندی حکیم الاسلام کے خطبات میں ”اپنے کام سے کام“ کے عنوان میں یہی مضمون پھر دہرایا ہے اور لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہنا نہ جائز سمجھتے ہیں اور نہ

کبھی کہا ہے:

”ہم تو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم مولانا احمد رضا کو کوئی برا بھلا کہنا جائز سمجھتے ہیں نہ کبھی کہا۔“
(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۴۳۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء)
”مولانا تھانوی اور مولانا احمد رضا خاں (مرحومان)۔“

(خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۲۷۵)

یعنی دونوں کیلئے ایک ساتھ بریکٹ میں ”مرحومان“ لکھا ہے۔ اب جو معنی تھانوی صاحب کیلئے وہی معنی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کیلئے ہوگا کیونکہ دونوں کیلئے جمع کے الفاظ سے دعائیہ کلمات استعمال کئے ہیں نہ کہ الگ الگ مرحوم لکھا گیا ہے جس میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں جو تاویل تھانوی کیلئے ہوگی وہی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کیلئے اور جو معنی اعلیٰ حضرت کیلئے مراد لیں گے وہ تھانوی کیلئے بھی مراد لیں گے۔

اور پھر یہ کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بے حرمتی اور توہین کو جائز ہی نہیں سمجھتے اور لکھتے ہیں ”بہر حال ہم تو اس طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے“

تو جو دیوبندی اصاغر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور انہیں کافر مشرک اور بے دین کہتے اور لکھتے آرہے ہیں وہ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچ لیں کہ ان کے حکیم الاسلام اور حکیم الامت دونوں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی بے ادبی، بے حرمتی اور توہین کو ناجائز سمجھتے تھے تو پھر ان اصاغر کے ہاں یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے یقیناً یہ اصاغر اکابر دیوبند کے باغی ہیں۔

اجداد اعلیٰ حضرت ﷺ

(مجاہد اہل سنت پر فیسر ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد!

اس کائنات عرضی میں بسنے والی مخلوقات میں حضرت انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے، جس کا سبب خداوند عالم کی ودیعت کردہ عقل سلیم ہے۔ جس کی بدولت نہ صرف اللہ رب العزت کی اس مخلوق کو دیگر مخلوقات پر امتیاز حاصل ہے بلکہ یہی صفت انسان کو اعمال صالح کا مکلف کرتی ہے اور اسے نیک راستے کی پیروی پر کاربند رہنے کی یاد دہانی کراتی ہے۔ یہی عقل سلیم ہے جس نے انسان کو سوچنے پر مجبور کیا کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ آخر اس کائنات میں اس کے معرض وجود میں آنے کے کیا اسباب ہیں؟ یہی سوالات یونانی فلسفی حضرات کے اذہان کے دریچوں پر بھی ابھرے جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ کائنات کے نظام کے مشاہدے سے انسانی عقل ان سوالات کو ضرور جنم دیتی ہے، اور خالق کائنات نے ان سوالات کا جواب دینے اور راہ ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے انبیاء کو ان حیوان ناطق کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا۔ یہ سلسلہ انسان اول حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہو کر خاتم المعصومین حضور ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ اب انبیاء کا سلسلہ اپنی انتہاء کو پہنچ چکا۔ کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا مگر اس امت میں مجدد حضرات ضرور آئیں گے جو دین میں پڑی گرد کو صاف کر کے اس کے واضح اور صراط مستقیم

پر مبنی نظریات سے امت کو آگاہ کریں گے۔ اس کی نشان دہی خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ انہی مجددین میں سے ایک نامور شخصیت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے گمراہی کے تاریک دور میں ہدایت کے چراغ جلا کر امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کی۔ اس سلسلہ میں آپ کی کاوشوں نے جہاں بہت سے ناقدین کو جنم دیا وہیں پر آپ سے والہانہ محبت رکھنے والے اشخاص کی بھی ایک خاصی تعداد ہے، جنہیں آپ سے عقیدت کا دم بھرنے کا دعویٰ ہے۔ ان محبین نے امام اہل سنت کی عظمت کے ترانے بھی پڑھے ہیں، آپ کی خدمات کے تذکروں سے ہزاروں صفحات کو منور بھی کیا ہے، جن کی اکثریت سوانح عمری کے معیار پر پورا اترتی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم نفس موضوع پر قلم کو جنبش دیں، ہم اس مضمون کا پس منظر بھی قارئین کے روبرو پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ قبل ہمارے مہربان اور حکیم مولیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے وابستہ جناب غلام رسول صاحب نے بندہ ناچیز کی کتاب "کنز الایمان اور مخالفین" کی ورق گردانی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے جہاں کنز الایمان پڑھنے والے اعتراضات کا جواب قلم بند کیا ہے وہیں پر آپ کو اس ترجمہ کے خصائص پر بھی قلم اٹھانا چاہئے، بندہ ناچیز نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حامی بھری اور بعد ازاں انہی کے مشورے سے یہ موضوع محض کنز الایمان تک محدود نہ رہا بلکہ دیگر علوم میں بھی اعلیٰ حضرت کے تخصصات کے احاطے تک وسیع ہو گیا اور اس سلسلہ میں جو تحریر معرض وجود میں آئی اسے تخصصات اعلیٰ حضرت کے عنوان سے موسوم کیا گیا۔ کتاب ہذا پر ناقدانہ نظر ڈالنے کے لئے جب ہم نے اپنے مہربان علامہ ایان احمد رضوی صاحب کی خدمت میں مسودہ پیش کیا تو موصوف

نے یہ مشورہ دیا کہ کتاب کے آغاز میں اعلیٰ حضرت کی سوانح عمری ضروری درج ہونی چاہئے مگر اس کی تیاری میں بنیادی مآخذ پیش نظر رکھیں جائیں۔ ہم نے ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سوانح حیات اعلیٰ حضرت پر کام شروع کیا۔ اس سلسلہ میں جب آباؤ اجداد کا تذکرہ پڑھا تو وہاں مؤرخین نے یہ بات درج کی ہے:

عالی جاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی عن اللقب شاہ سعید اللہ خاں صاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے (حیات اعلیٰ حضرت ج 1 ص 98)

نیز اسی میں ہے:

قارئین! تاریخ کا طالب علم اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ نادر شاہ کا تعلق ایران سے تھا اور اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد افغانستان کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے، یہ بات بعید از حقیقت ہے کہ ایرانیوں کے ساتھ افغانستان کا کوئی باشندہ ہندوستان میں داخل ہوا ہو، اس لئے کہ ایرانی اور افغانی آپس میں باہم دست و گریبان تھے اور نادر شاہ کے حملہ کی بدولت بہت سے افغانیوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور یہ لوگ روہیل کھنڈ کے علاقہ میں آکر آباد ہوئے۔ اس لئے یہ بات ہرگز درست نہیں کہ فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے اجداد نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان میں متمکن ہوئے۔ اصل میں یہاں مصنفین کو اشتباہ لگا ہے۔

قارئین! اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے جد امجد سعادت یار خاں صاحب نے نہیں بلکہ وہ سعادت خاں دوسرے ہیں جنہوں نے روہیل کھنڈ کی بغاوت کو کچلا تھا، ان کا اصل نام محمد

امین تھا پہلے ان کے والد ایران سے نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے بعد ازاں امین صاحب ایران سے پہلے پٹنہ پھر تلاش روزگار کے لئے دہلی آئے اور یہیں سے انہیں فرخ سیر کی فوج میں ملازمت ملی اور مختلف مہمات سرانجام دیں جس کے نتیجہ میں آپ کو اودھ و گردونواح میں بغاوت کو کچلنے کا فریضہ سونپا گیا، جسے بخوبی آپ نے سرانجام دیا۔ انہی خدمات کے لئے آپ کو دیگر مناصب کے ساتھ شش ہزاری کے منصب پہ فائز کیا گیا، کیوں کہ اسم گرامی دونوں حضرات کے یکساں ہیں اس لئے مؤرخین کو اشتباہ لگا اور انہوں نے اس سعادت خاں کو جو ایران سے آیا تھا افغانی سعادت یار خاں سے بدل دیا۔ ہماری اس تحقیق انیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤرخین کا یہ کہنا کہ سعید اللہ خاں نادر شاہ کے ہمراہ آئے ہرگز درست نہیں، اس وضاحت سے معاندین امام اہل سنت کا اعتراض بھی ہباء منشور ہو جاتا ہے، جو کچھ یوں اپنی راگنی الاپتے ہیں:

برادران اسلام! اس معتبر ثبوت سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا خاندان نادر شاہ ایرانی کی شیعہ فوج میں شامل تھا اور لڑائی کے لئے آیا تھا، چنانچہ لاہور کے شیش محل پر غاصبانہ قبضہ بھی جما لیا تھا۔ (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص 66، اشاعت اول، 2020ء، جمعیت اہل السنہ والجماعۃ)

ہم واضح کر چکے ہیں کہ یہ مفروضہ ہرگز درست نہیں، جن مؤرخین کے قلم سے یہ بات صفحہ قرطاس کی زینت بنی، ان حضرات کو اشتباہ لگا اور وہ دو اشخاص کے یکساں نام ہونے کی بناء پر مغالطے کا شکار ہو گئے۔ جب کہ حقیقت یہی ہے کہ ایرانیوں کے شر سے بچنے کے لئے افغانیوں نے ہندوستان میں پناہ لی۔ ہمارے معاند کی پسندیدہ کتاب جس کے کافی

سے زائد حوالہ جات موصوف نے نقل کئے ہیں، ہماری بات کی تائید کرتی ہے۔ مولوی عبد العزیز لکھتے ہیں:

تاریخ میں یہ بھی عام طور پر مشہور ہے کہ روہیلہ نادر شاہ کے خوف سے جانیں بچا کر ہندوستان آ رہے تھے۔

(تاریخ روہیل کھنڈ ص 26، اشاعت اول، 1963، مکتبہ علم و فکر، فریر مارکیٹ، کراچی)
پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ جس کتاب کا سہارا لے کر ہمارے معاند نے نادر شاہ کو شیعہ رافضی ثابت کیا ہے، اسی میں یہ بات بھی موجود ہے:

حق کا زور دیکھو صداقت کی طاقت ملاحظہ کرو وہی نادر شاہ جو شیعہ مذہب کو کل جہان میں فروغ دینا چاہتا تھا صدق و راستی کے سامنے اس قدر مجبور ہوا کہ نہ صرف خود سنی بن گیا۔ بلکہ اس نے حکم دیا کہ شیعہ مذہب میں جو کفریات بھرے ہیں دیا جائے اور خطبوں میں بڑے زور سے حضرت علی سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین کے نام کی منادی ہو۔ چنانچہ یہ حکم نادر نے نافذ ہوتے ہی عمل پذیر ہو گیا۔ (مناظرہ نادرہ مابین سنی و شیعہ ص 3)

ہم پورے وثوق سے اور علی وجہ البصیرت یہ بات عرض کرتے ہیں کہ موصوف نے یہ بات ملاحظہ کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی ہوگی، کیونکہ موصوف نے یہ مضمون حرف بہ حرف اپنے پیشرو کی کتاب سے نقل کیا ہے، جس کی مکمل تفصیل ہم نے اعلیٰ حضرت ترجمان اسلام جلد دوم میں عرض کر دی ہے۔ الغرض نقل کردہ مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوا کہ وہی نادر شاہ آخر کار سنی ہو گیا تھا، اور بالفرض ہمارے معاندین کا قائم کردہ مفروضہ تسلیم بھی

کر لیا جائے تو یہ ہمارے بزرگوں کی کرامت ثابت ہوگی کہ ان کی برکت سے کہ ایک ظالم جابر شخص ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اس کے بعد ہمارے معاند نے اعلیٰ حضرت کے جد امجد حافظ کاظم علی خان کے حوالہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ نواب آصف الدولہ کے وزیر کیوں بنے؟ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایسے غالی رافضیوں کا ایک سنی مسلمان کس طرح وزیر بن سکتا ہے؟

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص 69)

قارئین! یہی اعتراض ہمارے معاند کی جانب سے نور سنت کے کنز الایمان نمبر میں بھی کیا گیا جس کا انتہائی معقول جواب ہم نے اپنی کتاب ”کنز الایمان اور مخالفین“ میں درج کیا تھا، مگر معاند کیونکہ متعصب ہے اس لئے ان سے معقولیت کی امید محض عبث ہے، اس وجہ سے ہم اس اعتراض پر کچھ تفصیل سے کلام کرتے ہیں۔ علامہ تفتازانی کے متعلق جناب عبد الجبار قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

781 ہجری میں جب شاہ تیمور لنگ نے خوارزم پر حملہ کیا تو فتح کے بعد علامہ تفتازانی کو بھی اپنے ساتھ سمرقند لے گیا۔ چونکہ علامہ کے علم و فضل کا شہرہ عام تھا جس کا علم بادشاہ کو بھی ہو چکا تھا۔ جلد ہی شاہ تیمور نے علامہ کے علم و فضل (سے) متاثر ہو کر مقربین خاص میں داخل کر لیا، بادشاہ خود علامہ کی بڑی عزت کرتا تھا۔

(ماہنامہ انوار مدینہ، مارچ، 2000ء، لاہور ص 32)

وقاص رفیع لکھتے ہیں:

بہر حال علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تیمور لنگ کے دربار کے صدر الصدور اور بے پناہ اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ (حضرت معاویہ اور عبارات اکابر ص 474)

اب اس تیمور لنگ کے متعلق قاری محمد افضل ممتاز جیسی رقم طراز ہیں:

ایشیائی تاریخ کا فاتح اعظم امیر تیمور چنگیز خان کی طرح ظالم اور اقتدار پسند تھا، جس نے اسلامی سلطنتوں کو برباد کر کے رکھ دیا۔ مغل خاندان غلامان کے دور حکومت سے لے کر فیروز شاہ تغلق کے عہد تک ہندوستان پر مسلسل حملے اور لوٹ مار کرتے رہے تھے۔ سنہ 1336ء میں تاتاری ترکوں کے سردار ترغی خان کا بیٹا تیمور پیدا ہوا جو نہایت ذہین، بہادر، نڈر اور باہمت نوجوان ثابت ہوا۔ اپنی بہادری اور غیر معمولی ذہانت سے 36 برس کی عمر میں وہ چغتائی ترکوں کا سربراہ بن گیا اور اپنی بے نظیر جنگی قابلیت کی بنا پر چند برسوں میں ہی اس نے سمرقند میں اپنی مضبوط حکومت قائم کر لی۔ تیمور نے اپنے 36 سالہ دور حکومت میں پورے ایشیا کو روند کر رکھ دیا۔ اس کی فتوحات میں خوارزم، ترکستان، خراسان، مصر، شام، روم اور روس کے بیشتر علاقے شام تھے۔ ہندوستان بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہا۔ 1398ء میں اس کی طوفانی فوجوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا اور بے قصور انسانوں کا خون بہایا اور بے اندازہ دولت لوٹ کر پورے شمالی ہندوستان کو تاخت و تاراج کر کے 1399ء میں اپنے وطن واپس چلا گیا (امت کے روشن چراغ ج 2 ص 58)

واقص رفع لکھتے ہیں:

تیمور لنگ رافضی اور انتہائی سفاک، ظالم اور درندہ صفت انسان واقع ہوا تھا اس نے مسلمانوں کا بے دریغ قتل کیا اور کم وبیش بارہ لاکھ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کئے تھے۔ تیمور لنگ چوں کہ رافضی تھا اس لئے سب سے پہلا تعزیر اسی

نے رکھا تھا (حضرت معاویہ اور عبارات اکابر ص 473)

قارئین! ہم اپنے معاند کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ اگر تحقیق کا منہج یہی ہے اور انہی اصول و قوانین کی بنیاد پر آپ نے رافضیت کے فتوے لگانے ہیں تو حضرت ذرا ہمت کیجئے اور تیمور جیسے متعصب شیعہ کے مقرب خاص کو بھی شیعہ کہنے کا شرف حاصل کیجئے، پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ خود علماء دیوبند کے نزدیک علامہ تفتازانی شیعہ پروپیگنڈہ کا شکار ہوئے ہیں، مسعود الرحمن عثمانی لکھتے ہیں:

بسا اوقات دشمن کا پھیلا یا ہوا فتنہ اتنا مؤثر اور کارگر ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم و دانش و تقویٰ بھی اس کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔۔ ایسے ہی بہت سی بلند پایہ ہستیاں آپ کو ملیں گی۔ کہ جو شیعہ کے لٹریچر سے متاثر ہو کر صحابہ کرام کے متعلق بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب علامہ سعد الدین تفتازانی ہیں۔ (اسم معاویہ ص 115)

لیجئے! اب تو مہر ثبت ہو گئی کہ سعد الدین تفتازانی شیعہ تھے کیونکہ نہ صرف وہ متعصب شیعہ کے وزیر تھے بلکہ ان کے قلم سے صحابہ کرام کے متعلق گستاخانہ جملے بھی ہدیہ قرطاس ہوئے ہیں، لہذا موصوف شیعہ تھے۔ اب بتائیے اس استدلال کا آخر کوئی معقول جواب ہے؟ یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو منہج آپ نے قائم کیا ہے وہ محض ضد و ہٹ دھرمی پر مشتمل ہے، اس کا حقیقت سے کچھ علاقہ نہیں۔ پھر موصوف نے جو تبصرہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد حافظ کاظم علی خان صاحب کے متعلق کیا ہے وہ بخوبی علامہ سعد الدین پر بھی چسپاں ہوتا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

اندازہ لگائیں کہ نواب احمد رضا خان صاحب کے دادا کاظم علی خان اس قسم کے بد قماش آدمی کا وزیر تھا، کیا کوئی شریف و نیک شخص اس قسم کے آدمی کے ساتھ وزارت کے معاملات چلا سکتا ہے؟ آصف الدولہ کی یہ زندگی کاظم علی خاں صاحب کی نجی زندگی کے بارے میں بھی بہت کچھ بتلاتی ہے۔

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص 70)

قارئین! اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ محض کسی کا وزیر ہونا اس کے نظریات سے متفق ہونے کو مستلزم نہیں، ہم نے یہاں محض ایک مثال عرض کی ہے، تاریخ کا دامن ایسی امثال سے لبریز ہے۔ ہمارے معاند کے قائم کردہ اصول کی بیخ کنی کے بعد مزید گفتگو کی حاجت تو نہیں مگر مضمون کو تسلسل سے بچانے کے لئے ہم نواب آصف الدولہ کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

قارئین! تاریخ مورخ کا آئینہ ہے، اس کا قلم واقعات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس سمت میں چاہے موڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور واقعاتی ترتیب کے ساتھ پروپیگنڈہ کے زور سے قاری کے ذہن کے درپچوں میں اپنے نظریے کو تاریخی واقعات کے سہارے مرتب کرنے کی سعی نامحسوس انجام دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیل میں جائے بغیر ہم صرف اس بات کی وضاحت کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ نواب آصف الدولہ پر اکثر الزامات انگریزی سامراج کی پیداوار ہیں، جن کو پھیلانے میں انگریزی آلہ کاروں کی کاوشیں اور اق تاریخ کو سیاہ کر رہی ہیں۔ امجد علی خاں صاحب رقم طراز ہیں:

نواب آصف الدولہ ان تمام خوبیوں کے باوجود انگریزی پروپیگنڈے سے بچ نہ

سکے۔ انگریزوں اور ان کے زر خرید ہندوستانی مؤرخین نے نواب آصف الدولہ کے کردار کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ جن میں ابوطالب لندنی آصف الدولہ کا سب سے بڑا مخالف تھا اور انگریزوں کا بڑا طرف دار تھا۔ ابوطالب لندنی نے ایک کتاب تصفیح الفافلین کے نام سے لکھی اس کتاب میں نواب آصف الدولہ کی برائیاں ہی برائیاں ہیں اور کسی ایک بھی اچھائی کا ذکر نہیں۔

(تاریخ اودھ کا مختصر جائزہ ص 108، واجد علی شاہ اکادمی، لکھنؤ)

اس لئے مؤرخین کے تعصب پر مبنی الزامات اپنے اندر کوئی اصلیت نہیں رکھتے، لہذا جب آصف الدولہ کی شخصیت کو ہی ہمارے معاند کسی ٹھوس اور تحقیقی دستاویز سے ان افعال قبیحہ میں ملوث ثابت نہ کر سکے، جس کے وہ مدعی ہیں تو حضرت حافظ کاظم علی خاں رحمہ اللہ پر الزام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟۔ بہر حال ہماری اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ محض کسی شیعہ کا وزیر ہونے سے شیعہ ہونا لازم نہیں آتا، اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو اکابر کا دامن بھی شیعیت کے الزام سے داغ دار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆

﴿تھانوی کا مدینہ منورہ کے حرم ہونے کا انکار﴾

ہمارے نزدیک تو صرف مکہ معظمہ حرم ہے بس اور مسجد یوں کے نزدیک مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۳ ص ۲۵۱، ۲۵۲ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

راعی کہنے پہ اعتراض

مجاہد اہل سنت عبید الرضا ارسلان قادری حفظہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد! سید عالم ﷺ کو امت کا راعی کہنے کے مسئلہ پر دیباچہ نے دل کھول کے اعتراضات کئے ہیں مولوی الیاس گھمن نے ”حسام الحرمین اور اسکا تحقیقی جائزہ“ دست و گریبان کے علاوہ مولوی ساجد خان نے ”دفاع اہل السنۃ“، عبد الرشید نعمانی نے ”الشہاب الثاقب“ کے مقدمہ میں اور مولوی مجاہد نے اپنی کتاب میں اعتراض کیا اس کا ہم نے تفصیل کے ساتھ الگ رسالے میں جواب لکھا ہے جو یہاں پیش کر دیتے ہیں اگر انصاف کے ساتھ اس جواب کو دیکھ لیں تو ان شاء اللہ کسی دیوبندی کو دوبارہ نبی پاک ﷺ کو راعی امت کہنے پر اعتراض نہ ہوگا۔ الحمد للہ فقیر نے اس ایک اعتراض کے جواب میں درجنوں حوالے تیار رکھے ہیں جو ان شاء اللہ وقت آنے پر پیش کئے جائیں گے۔

نبی پاک ﷺ کو راعی امت کہنے پر اعتراض کا جواب

امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ نے نبی پاک ﷺ کو راعی امت کہا تو اس پر چند فتنہ پرور لوگوں نے طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیئے۔ ان کے جارحانہ انداز سے پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ کس قدر علمی یتیم اور تعصب اور بغض سے بھرے

ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کو ان شاء اللہ یہ مکمل تحریر پڑھنے کے بعد ہوگا۔
 امام اہل سنت نے اپنے مشہور زمانہ تصنیف لطیف ”جزاء اللہ علوہ بابائہ ختم النبوة“
 میں امت مصطفیٰ ﷺ کو ایمان کے ڈاکوؤں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ:
 ”اللہ کے محبوب امت کے راعی کس قدر پیار سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھ
 رہے تھے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 15)
 اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو ”راعی امت“ کہنے میں نہ کوئی شرعی قباحت ہے نہ ہی معاذ اللہ یہ
 کہنے میں کوئی اہانت رسول ﷺ۔

مگر جن لوگوں نے خود اللہ عزوجل اور انبیاء کرام علیہم السلام کے شان اقدس میں بے باکیاں کی
 ہیں ان سے ایسے اوجھے ہتکنڈوں کی ہی امید کی جاسکتی ہے کہ جو شخص ساری عمر ناموس
 مصطفیٰ ﷺ کا پہرے دار رہا، ان کی عظمت اور رفعت کے گن گاتا رہا اسی کو معاذ اللہ یہ
 لوگ گستاخ قرار دینے لگے۔ حالانکہ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے۔ جن
 لوگوں نے ”تقویۃ الایمان“ جیسی توہین آمیز کتاب کو عین اسلام کہا ہو۔ ”تخذیر الناس“
 میں ختم نبوت پر ڈالے گئے ڈاکے کا ازالہ ایسے تو ممکن نہیں، ”حفظ الایمان“ میں علم مصطفیٰ
 ﷺ کو چو پایوں سے تشبیہ، پاگل مجنوں کے علم سے تشبیہ اور ہر کس و نا کس کے علم سے
 تشبیہ کی جسارت کا خمیازہ ایسے تو ادا نہیں ہوتا۔

براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے علم کو معاذ اللہ علم مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ قرار دینے کی

توہین ان بناوٹی اصولوں کی نظر تو نہیں ہوگی۔ خیر علماء کرام ان عنوانات پہ سیر گفتگو فرما چکے ہیں۔

القصہ مختصر یہ کہ ان لوگوں نے اپنے اکابرین کے توہین آمیز جملوں کا جواب تو نہ دیا ”النا چور کو توال کو ڈانے“ کے تحت ان کی گنگا ہی الٹی بہنا شروع ہو گئی جن احباب نے ان دشناموں کی دشنام طرازیوں کا ردِ تبلیغ کیا ان کی ضربات قاہرہ سے بچنے کی خاطر انہوں نے ان پر ہی الزامات کی بارش شروع کر دی۔ اسی اعتراض میں سے یہ بھی ایک اعتراض ہے۔ ان شاء اللہ اگلی چند سطور پڑھنے کے بعد آپ لوگوں پہ یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اس تار عنکبوت کی کیا حیثیت ہے جو وہ لوگ دن رات بن رہے ہیں۔

ہم نے ہمیشہ یہی بات کی ہے کہ امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہر بات قرآن و حدیث اور جمہور امت کے عین مطابق ہوتی ہے۔ معاندین کے امام اہل سنت پر اعتراض کم علمی کی وجہ سے ہوتے ہیں یا بغض و عناد کی وجہ سے۔

اس اعتراض کے جواب کے متعلق چند امور ذہن نشین فرمائیں:

❖ معترضین کے اعتراضات۔

❖ اعتراضات کا تنقیدی جائزہ۔

❖ اعتراض کا جواب قرآن و حدیث سے۔

❖ اعتراض کا جواب جمہور امت سے۔

❖ اعتراض کا جواب معترضین کے اکابر سے۔

ان کے اصولوں سے ان کے اپنوں کے خود ساختہ ایمان کا خون۔

معرضین کے اعتراضات

سیدی امام اہل سنت کی اس عبارت پر جہلاء نے انتہائی سوچا نہ انداز میں اعتراضات کئے اور ان اعتراضات میں یہودیت کی جو مثال پیش کی تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ان کے متکلم اسلام الیاس گھمن صاحب اپنی کتاب ”تحقیقی و تنقیدی“ جائزہ میں انہی عبارت کو نقل کرنے کے بعد یوں گل افشانی کرتے ہیں:

”یعنی اب جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راعی کہے وہ کافر ہے“ (ص ۷۴)

آگے چل کے لکھتے ہیں:

راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی چرواہا اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔ (ص 75)

اسی طرح مولوی ابو یوسف نے ”راعی امت“ کہنے پہ یوں ہرزہ سرائی کی ہے۔

”راعی کا معنی چرواہا ہے“ (دست و گریبان ج ۱ ص ۲۰۰)

اسی طرح راعی امت کہنے پر جو فتوے مولوی ابو یوسف نے لگائے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

کافر ہیں..... تو بہ کرے..... تجدید ایمان کر..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ہیں آمیز الفاظ نقل کر رہا ہے..... (دست و گریبان ج ۱ ص ۲۰۱)

اسی طرح مولوی ساجد خان نے ”دفاع اہل السنۃ والجماعۃ“ میں اسی پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ:

مگر تمہارا امام اس حکم کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو کبیریاں

کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ (دفاع اہل السنۃ ص ۱۵۵)

عبدالرشید نعمانی نے ”الشہاب الثاقب“ کے مقدمہ میں یہی اعتراض کیا اور امت کی جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیا کہ صحابہ کو بکریاں کہا گیا۔

یہاں تک ان کی کتب سے چند اعتراضات آپ کے گوش گزار کئے ان اعتراضات کا خلاصہ اتنا ہے کہ معاذ اللہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راعی امت کہہ کر توہین کی۔ ان کے بقول ”راعی“ بمعنی ”چرواہا“۔ اس کا جواب ان شاء اللہ اپنے مقام پر دیا جائے گا۔ اب ان کے جملہ اعتراضات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا جس سے اعتراضات کی علمی حیثیت تمام پر آشکار ہو جائے گی کہ کس طرح ان نام نہاد مبلغین نے یہودیت کی روش اختیار کی اور عدل و انصاف کا خون کیا۔

اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

مولوی الیاس گھمن نے علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل“ سے حوالہ نقل کیا ملاحظہ فرمائیں۔

صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں راعی کہنے کی ممانعت کہ اگر کوئی صحابی توہین کی نیت کے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راعی کہتا ہے تو واسمعووا وللکافرین عذاب الیم کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔ (تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص 75)

اس پر گھمن صاحب لکھتے ہیں:

”یعنی جواب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راعی کہے وہ کافر ہے“

اس کے بعد امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس عطار قادری کے افادات ”کفر یہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب“ سے ایک حوالہ نقل کیا جس میں ایک سوال اور اس کا جواب درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

سوال: اگر کوئی شخص سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا چرواہا کہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ تو ہین آمیز لفظ ہے کہنے والا توبہ اور تجدیدِ ایمان کرے۔ ایضاً اس کے بعد علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”بے ادب بے نصیب“ سے حوالہ نقل کیا: اللہ جل شانہ کو گوارا نہ ہوا اس لئے راعنا بولنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ آئندہ یہ لفظ بولنے والا نہ صرف کافر بلکہ سخت عذاب میں مبتلا کی وعید شدید بتائی اور سنائی۔ (تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص ۷۶)

اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے گھمن صاحب لکھتے ہیں:

راعی کا لفظ بولنے پر اویسی صاحب کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ایضاً

آگے فرماتے ہیں:

اب بریلوی کبھی اس اصول کی طرف نہیں آئیں گے کیونکہ پتا ہے کہ جس لفظ پہ فتویٰ کفر ہم نے دیا ہے وہ تو فاضل بریلوی نے لکھا ہے یہ ہے عشق انکے و محبت کے جھوٹ کی داستان شاید کوئی کہے کہ فتویٰ کفر تو لفظ راعنا پر ہے اور فاضل بریلوی نے راعی لکھا ہے تو جواباً عرض ہے کہ راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی چرواہا، اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔

یہاں تک گھمن صاحب کے اعتراضات مکمل ہوئے۔ اب ابو یوسف صاحب کے دجل کا

نمونہ بھی پیش خدمت ہے، کاظمی شاہ صاحب کا حوالہ درج کر کے لکھتے ہیں:
تو فاضل بریلوی واجب القتل اور کافر کیوں نہیں؟ کیا یہ صحابہ سے زیادہ عظمت رکھتا
ہے۔ ہو سکتا ہے بریلوی ان کو انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہوں۔ اگر یہی بات ہے تو
بتائیں ورنہ پھر اس فاضل بریلوی کو واجب القتل اور کافر تو لکھ دیں۔

(دست و گریبان ص ۲۰۱)

یہاں تک ان کے تمام دجل آپ کے سامنے پیش کئے ان لوگوں نے انصاف کا کیسے خون
کیا ان شاء اللہ اگلی چند سطروں میں واضح ہو جائے گا۔

ان لوگوں نے جن علماء کے حوالہ جات نقل کئے ہیں ان سب میں فتویٰ ”راعنا“ پر ہے۔
جب کہ سیدی امام اہل سنت نے ”راعی امت“ فرمایا۔ یہ آگے جا کر بیان ہوگا کہ اکابرین
امت میں سے کون کون اور خود کتنے دیوبندی مولوی ان کے دجل کی زد میں آ گئے۔ اب یہ
دجل کرنا یہودیت کے نقش قدم پر چلنا ہے کہ نہیں؟

”راعی“ کا معنی چرواہا کرنا بھی ان کے دجلوں میں سے ایک دجل عظیم ہے، عربی لغت کی
معتبر ترین لغت ”المنجد“ جس پر ان کے اکابر سرفراز صفدر جیسے بندے کو بھی اعتماد ہے اس
میں ”راعی“ کے معنی ملاحظہ ہوں: ”بہت الفت کرنے والا حاکم قوم“۔

اب جو معنی لغت میں درج تک نہیں ان کو زبردستی اس لفظ پر منطبق کرنے کے معنی
ماسوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں کہ سیدی امام اہل سنت کی لگائی ہوئی ضربیں آج بھی ان کو
تکلیف دے رہی ہیں ورنہ یہ کبھی ایسی گھٹیا حرکت نہ کرتے۔

ان کا سب سے بڑا دجل یہ کہ یہ بریلوی علماء کے ہی فتوے تھے جن سے احمد رضا خان
کا فریاد ثابت ہو گیا۔ حالانکہ یہ ان کا محض دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ”رائی امت“ فرمایا جبکہ ان تمام عبارات میں فتویٰ ”راعنا“ کہنے پہ ہیں۔

گھمن صاحب نے جیسا کہ خود بھی لکھا ہے:

شاید کوئی کہے کہ فتویٰ کفر تو لفظ راعنا پر ہے اور فاضل بریلوی نے رائی لکھا ہے تو جواباً عرض ہے کہ راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور رائی کا معنی چرواہا، اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔

تو جناب گھمن صاحب! یہ اعتراض بھی آپ کا اور آپ کے سیانے پن نے آپ کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وجل تو ہم نے کر دیا اب کسی کو جواب دہ بھی ہوتا ہے۔ یہ تو آگے چل کے آپ کو بتائیں گے کہ آپ کے اس وجل میں کون کون آیا۔ جناب عالی! رائی کا معنی اوپر بیان ہو چکا اس کے بعد آپ کا دھوکہ نہیں چلنے والا عوام کو آپ جیسے ایمان کے ڈاکوؤں سے بچانے کے لیے ابھی تک علماء حقہ اور دین کے خادم موجود ہیں۔ اب یہاں آپ نے اپنے اس اعتراض کو خود ہی ٹھکرا دیا۔

اب بریلوی کبھی اس اصول کی طرف نہیں آئیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ جس لفظ پہ فتویٰ کفر ہم نے دیا ہے وہ تو فاضل بریلوی نے لکھا ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس پر فتویٰ ہمارا نہ ہی اس کو ہم نے گستاخی قرار دیا۔

الحمد للہ! علماء اہل سنت کا معیار فتویٰ ابھی تک اتنا گھٹیا نہیں ہوا کہ جس کو دل کیا گستاخی بنا کر رگڑ دیا۔ آپ لوگوں کے آبا کے کرتوتوں کے باعث ان کی حتمی، قطعی، جزی اور التزامی تکفیر علماء اہل سنت نے کی۔ اسے اصول تکفیر کے تمام اصولوں پر پرکھ کے فتویٰ دیا جو کہ

صدیوں سے علماء حقہ کی شان چلی آ رہی ہے۔

پھر آنجناب کا جھوٹ ”کہ جس لفظ پر ہم نے فتویٰ دیا“ اب گھسن اور ان کی تمام ذریت کو قیامت تک کا چیلنج ہے کہ جو حوالہ جات انہوں نے پیش کئے کسی ایک میں بھی لفظ ”راعی امت“ پر فتویٰ کفر دکھادیں منہ مانگا انعام پائیں۔ اور اگر نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ”لعنة الله على الكاذبين“ کا وظیفہ دم کر کے اپنے اوپر پھیر لیں۔ اور اپنے دجل سے توبہ کریں جو انہوں نے ”راعی“ کہنے پر فتوے کا اطلاق ”راعی امت“ کہنے پر کیا۔

اویسی صاحب پر گھسن چمن نے الزام لگایا کہ انہوں نے ”راعی امت“ کہنے پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اس پر بھی گھسن صاحب سے یہی گزارش ہیں کہ اویسی صاحب کی عبارت میں لفظ ”راعی امت“ پر فتویٰ کفر دکھائیں اور منہ مانگا انعام پائیں۔ آگے چل کے ان شاء اللہ بیان ہوگا کہ جسے ہمارے فتوے کہہ کر ہمیں زبردستی کافر بنانے پر تلے ہیں ان کی یہی دجل بازیاں کتنوں کو لے ڈوبیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز

آنجناب ابو یوسف پادری صاحب رقمطراز ہیں:

تو فاضل بریلوی واجب القتل اور کافر کیوں نہیں؟ کیا یہ صحابہ سے زیادہ عظمت رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے بریلوی ان کو انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہوں۔ اگر یہی بات ہے تو بتائیں ورنہ پھر اس فاضل بریلوی کو واجب القتل اور کافر تو لکھ دیں۔

(دست و گریبان ص ۲۰۱)

اس پہ جواباً عرض ہے جناب پادری صاحب! فاضل بریلوی کو ہم نہ صحابی مانتے ہیں نہ نبی۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ لوگ اپنے آباء کو انبیاء سے بڑھا کر خدائی کے

عہدے پہ فائز کر چکے ہیں۔ جس نے اس مسئلے کی تفصیل دیکھنی ہو وہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ کی تصنیف لا جواب ”زلزلہ“ جس کے جواب کے دعوے ابو یوسف پادری صاحب نے کئے مگر ان کی کتاب دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ علم کے سمندر کے آگے ایک علمی یتیم کیسے پیا سا کھڑا ہے۔

محترم! آپ کے نزدیک تو معاذ اللہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر سیدہ، طاہرہ خاتون جنت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کفایت تک نہیں کر سکتے (تقویۃ الایمان) مگر سید احمد بریلوی کی بیعت کرنے والا لکھو کھا ہی کیوں نہ ہو اس کی کفایت اللہ کرے گا۔ (مراۃ مستقیم) الیاس مولوی کے مریدوں کو درجہ صحابیت آپ لوگوں نے نوازا (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت) انبیاء علیہم السلام سے استمداد طلب کرنا آپ کے ہاں شرک جلی (تقویۃ الایمان) مگر تھانوی صاحب کے دادا موت کے بعد بھی اپنوں کی استمداد کے لئے آگئے صرف آہی نہیں گئے بلکہ مٹھائی تک ساتھ لائے (اشرف السوانح ۱/ ۱۵ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان) بات یہاں تک ختم نہ ہوئی تو حسین احمد مدنی کو نانڈہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا خدا تک لکھ دیا (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر) اس کے بعد بھی آپ ہمیں طعنہ دیں تو ہم اتنا کہیں گے۔

آپ اپنی ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

نہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے توہین کی نہ کسی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ علمائے اہل سنت کا ہمیشہ سے یہی موقف رہا اور الحمد للہ آج بھی یہی ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی کی شان میں توہین آمیز جملہ کہنے والا کوئی بھی ہو وہ نیچری ہو یا ندوی، مسلم لنگی ہو یا گاندھوی،

دیوبندی ہو یا بریلوی جو بھی لزوم کفر تک کر التزام کرے گا ہمارا فتویٰ وہی ہے: من شک فی کفرہ فقد کفر (الحق الامین علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیقات علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ)

اس بارے میں علمائے اہل سنت کا موقف دو ٹوک اور واضح ہے کہ جو بھی توہین ذوات قدسیہ کا مرتکب ہوا ہمارے علماء نے ان کے بارے میں تحریر و تقریر کے ذریعے حکم شرعی جاری فرمایا۔

اس کے بعد ابو عیوب صاحب! آپ ہم کو کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو لکھ کر دے دیں کہ معاذ اللہ، اعلیٰ حضرت کافر ہیں اور واجب القتل ہیں۔ تو جناب کیا آپ مدعی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں؟ اگر تو آپ کے نزدیک ”راعی امت“ کہنا توہین ہے تو ہمت کیجیے، لگائیے فتویٰ؟ ہم سے مطالبہ کی پھر کیا ضرورت؟

اگر آپ فتویٰ نہیں دیتے تو دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو چکا ہو کہ جس لفظ کو ہم گستاخی کہہ کہہ کر نہیں تھک رہے۔ جسے توہین بنانے کی زبردستی ہم نے ٹھان لی ہے وہ لفظ تو جمہور امت کی کتب میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہوا۔ اس کے علاوہ خود دیوبندی مولویوں نے کئی مقامات پر یہ لفظ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا۔ تو اب آپ بتائیں ورنہ ہم تو اپنے مقام پر بتائیں گے ہی کہ ”راعنا“ کہنے پہ آپ لوگوں کے ہاں کیا کیا فتاویٰ جات موجود ہیں، تو کیا ان فتاویٰ جات کی روشنی میں جن جن علمائے امت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ”راعی“ کہا، جن دیوبندی مولویوں نے یہ لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا آگے چل کر حوالہ آئے گا کہ ان کے نزدیک تو اللہ بھی ”چرواہا“ ہے یہ صریح لفظ کتاب میں موجود ہیں تو کیا یہ سب لوگ کافر

ہیں؟ واجب القتل ہیں؟ کیا ان کو صحابہ سے بڑھ کے مانا جاتا ہے؟ یا انبیاء سے بڑھ کے ان کا مقام ہے؟ فمما هو جو ابکم فہو جو ابنا

باقی ساجد خان اور عبدالرشید نعمانی کی اپنی ہی تحریروں میں مطابقت نہیں تو وہ اعتراض کیا کریں گے۔ نعمانی نے کہا کہ ”صحابہ کرام کو بکریاں کہا“ جبکہ ساجد خان نے کہا ”امت کو بکریاں کہا“ اب یہ فیصلہ اول تو دونوں آپس میں کر لیں پھر ہم سے جواب کا مطالبہ کریں۔ ساجد خان لکھتا ہے کہ:

مگر تمہارا امام اس حکم کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔

نیز ساجد خان صاحب بھی بتائیں کہ جن علماء نے نبی پاک ﷺ کو امت کا راعی لکھا کیا وہ لافقو لوراعنا کے منکر ہوئے؟ کیا وہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو چرواہا کہہ رہے ہیں؟ اب اس اعتراض کی حقیقت قرآن و حدیث، جمہور امت اور خود دیوبندی مولویوں سے ملاحظہ ہو کہ جس لفظ کو یہ گستاخی قرار دے رہے ہیں وہ لفظ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا نبی پاک ﷺ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جمہور امت میں سے کس کس نے نبی پاک ﷺ پہ لفظ ”راعی“ کا اطلاق کیا؟

دیوبندی اکابر میں سے کس کس نے نبی پاک ﷺ کو ”راعی“ کہا؟

اور کیا امت مصطفیٰ ﷺ کو بھیڑ بکریاں کہنا توہین ہے؟

یا حدیث مبارکہ میں امت مصطفیٰ ﷺ کو بھیڑ بکریاں کہا گیا؟

جمہور میں سے کس کس نے مخلوق کو نبی پاک ﷺ کی بھیڑ بکریاں کہا؟

دیوبندی اکابر میں سے کس کس نے امت کو بھیڑ بکریاں کہا؟
 جب یہ تمام امور ثابت ہو جائیں تو انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ دیوبندی اپنے دجل سے
 معافی مانگیں مگر یہ ان کے نصیب میں کہاں یا پھر وہ تمام زبان درازی جو انہوں نے سیدی
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کی وہ زبان درازی قرآن و حدیث، جمہور امت اور
 اپنے ہی ملاؤں پہ کریں۔ مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
 یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قرآن مجید و حدیث کی رو سے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المؤمنون میں ارشاد فرمایا: **وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ**
 (سورۃ المؤمنون) اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ: وہ
 لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔

اسی طرح مشکوٰۃ شریف کتاب الامارۃ والقضاء فصل اول کے آخر میں حدیث موجود ہے

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ الا کلکم راع و کلکم مسئول

عن رعیۃہ فالامام الذی علی الناس راع و هو مسئول عن رعیۃہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خبردار تم میں سے ہر ایک شخص راعی ہے اور اس سے اپنی رعیت کے بارے میں

سوال ہوگا۔

تفسیر درمنثور سورۃ الاعراف کی آیت **فَلَنَسْتَلْنَ الَّذِينَ ارْسَلِ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْتَلْنَ الْمَوْسِلِينَ**

کے تحت یہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنے امت کے راہی ہیں۔

اب ہم گھسن، ساجد، ابو عیوب وغیرہ سے پوچھتے ہیں کیا وہ امام الانبیاء ﷺ کو اپنا پیشوا، حاکم تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں؟ وہ امت مصطفیٰ ﷺ ہونے کے مدعی ہیں کہ نہیں؟ اگر کرتے ہیں تو نبی پاک ﷺ امت کے راہی ہوئے کہ نہیں؟

حدیث مشکوٰۃ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند والوں سے سوال ہوا کہ: حضرت نبی پاک ﷺ کو امت کا راہی کہنا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1439/M=12/1230-Fatwa:1350

راہی بمعنی نگہبان اور ذمہ دار اس معنی کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کو امت کا راہی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: ۱۶۳۵۵۹

تاریخ اجراء: ۱۲ ستمبر ۲۰۱۸

لیجیے جناب گھمن اینڈ پارٹی صاحبان! اب ہمارے موقف کی تائید ہم نے آپ کے گھر سے پیش کر دی۔ اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سرچڑھ کے بولے۔ آپ تو چلے تھے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ کافر بنانے مگر آپ کے فتوے تو معاذ اللہ العیاذ باللہ قرآن و حدیث تک جا پہنچے۔ اس سے بڑھ کے ذلت و رسوائی اور کیا ہوگی کہ جس لفظ کو آپ گستاخی قرار دے چکے اسی کو دارالعلوم والوں نے حدیث سے ثابت کر دیا۔ اب آپ کے خود ساختہ اصولوں اور دجل کی بھیئت تو دارالعلوم والے چڑھ گئے۔ گھمن صاحب! کدھر گئیں آپ کی لن ترانیاں کہ راعنا کہنے سے تو راعی کہنا زیادہ سخت ہے۔ اب اس سختی کا ذرا ہمت کر کے مظاہرہ اپنے ہی مسلک کے مفتیوں پر کیجیے۔

ابو عیوب صاحب! اب ذرا بتائیں کہ دارالعلوم کیوں کافر اور واجب القتل نہیں ہوئے؟ کیا آپ ان کو صحابہ اور انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہیں؟ اب دیوبندی کبھی بھی اس بات کی جانب نہیں آئیں گے کہ دجل سے جسے ہم نے کفر بنانے کی کوشش کی وہ تو ہمارے بزرگ لکھ چکے ہیں۔ اب اگر ان میں ذرہ برابر انصاف ہے تو جو خرافات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کہی ہیں وہی اپنے دارالعلوم کے مفتیوں کے بارے میں بھی بول دیں۔

سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام اور راعی امت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ایک طویل حدیث ذکر کرتے ہیں جس کے مندرجہ ذیل الفاظ ہمارے دعویٰ کی تائید کے لیے کافی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رعیت کے راعی ہیں:

ایک صاحب ابوالسوار اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی پاک

ﷺ جا رہے تھے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے جا رہے تھے وہ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ کچھ لوگ دوڑنے لگے جن میں سے کچھ پیچھے رہ گئے۔ نبی پاک ﷺ نے ان کے قریب پہنچ کر ان کو کسی ٹہنی یا مسواک کے ساتھ ہلکی سی ضرب ماری جس سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ رات ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ جو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو ماریا یقیناً اللہ کی جانب سے کسی وجہ سے حکم ہوا ہوگا۔ سوچا صبح جب بارگاہ نبوت میں جاؤں گا تو عرض کروں گا۔ ادھر جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ فقال الک راع لا تکسرون قرون رعیتک

(حدیث نمبر 22877 ص 515 جلد 10 مکتبہ رحمانیہ لاہور)

”آپ ﷺ راعی ہیں، لہذا اپنی رعیت کے سینگ نہ توڑیں“

(مسند امام احمد بن حنبل علیہ السلام جلد 10 ص 516)

جناب گھمن، ساجد، ابو عیوب اینڈ پارٹی! اب ہم پوچھتے ہیں اب لگائیے فتویٰ سیدنا جبرائیل الامین علیہ السلام پر جو فرما رہے ہیں کہ آپ اپنی رعیت کے راعی ہیں ان کے سینگ نہ توڑیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا جبرائیل علیہ السلام اپنی مرضی سے آئے تھے یا حکم الہی سے آئے تھے؟ یقیناً حکم الہی سے آئے تھے۔ تو اب اللہ نے بھی نبی پاک ﷺ کو اپنی رعیت کا راعی فرمایا؟ تو آپ کا فتویٰ فقط جبرائیل علیہ السلام پہ ہی نہیں بلکہ اتنی جسارت کہ یہ فتویٰ ذات الہی تک جا پہنچا۔ العیاذ باللہ۔

اس سے بڑھ کے دیدہ دلیری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اب ذرا ساجد صاحب اور نعمانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کے بقول امت کو یا صحابہ کو بکریاں کہا تو یہاں کس کے سینگوں کا

ذکر ہو رہا ہے؟ کیا صحابہ کے سینک ہوتے تھے؟ یا محاورہ یہ جملہ استعمال کیا گیا؟
 اب ذرا لگے ہاتھوں ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ہی حدیث
 ذکر ہے:

عن معاذ بن جبل عن نبی اللہ ﷺ قال ان الشيطان ذنب الانسان كذنب
 الغنم ياخذ الشاة القاصيت والناحية واياكم والشعاب و عليكم بالجماعة
 والعامۃ والمسجد (حدیث نمبر 22379 جلد 10 ص 344)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس
 طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے اسی طرح انسان کے لئے شیطان بھیڑیا
 ہے۔ جو اکیلی رہ جانے والی اور سب سے الگ تھلگ رہنے والی بکری کو پکڑ لیتا
 ہے، اس لئے تم گھائیوں میں تنہا رہنے سے خود کو بچاؤ، اور جماعت المسلمین کو، عوام
 کو اور مسجد کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

اب یہ تو واضح حدیث ہے۔ اب ذرا امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا
 خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان
 کے اقوال باطلہ کی شاعت باندھ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ مکیو! کس نیند سوری
 ہو گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان
 تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹنا ہو اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمہاری بے جا ہٹ
 کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے

خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بے ہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھا۔ حقیقی بھیڑیے نے جب اسے شکار کیا اپنے مطلب کو دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا، اب وہ بھی اکے دکے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کر لے جاتا ہے، اللہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو اس گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعة (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے) اور اس کے سچے رائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آ کر ملوں کہ امن چین کا راستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو۔

(سبحان السبوح ۷۱، ۷۲)

سبحان اللہ! اسے کہتے ہیں امت کا درد۔ تمام کفریات گنوانے کے بعد بھی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کس پیارے انداز میں جو لوگ جماعت سے الگ ہو گئے ان کو واپس جماعت کی طرف بلا رہے ہیں۔ پھر مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث اعلیٰ حضرت کی تائید کے لئے کافی ہے۔ کہ بھیڑیا اسی بکری کو پکڑتا ہے جو اپنی جماعت سے الگ ہوتی ہے اور انسان بکریوں کی طرح ہے شیطان بھیڑیا ہے۔ جو انسان جماعت سے الگ ہوا وہ شیطان کا شکار ہوا اگر وہ چمٹنا چاہتا ہے تو جماعت کا رخ اختیار کرے۔ یہی بات تو امام اہل سنت نے بیان کی اگر

یہ تو بین ہے تو اس فتوے سے تو معاذ اللہ حدیث رسول ﷺ بھی محفوظ نہ رہی۔

اس پر آگے چل کے مزید تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ

اب یہاں چند احادیث مزید ملاحظہ کیجیے۔ یہ تمام احادیث مولوی ادریس کاندھلوی کی کتاب ”سیرت مصطفیٰ ﷺ“ سے پیش کیں جائیں گی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے (کہ جس سے آپ کو یہ معلوم ہو) آپ نے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

(سیرت مصطفیٰ ﷺ جلد اول ص 94 بحوالہ بخاری کتاب الاطعمہ)

ایک اور حدیث ذکر کر رہے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے بکریاں چرانے والے تھے اور داؤد نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا میں بھی اپنے گھروالوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔

(سیرت مصطفیٰ ج اول ص 95 فتح الباری جلد 4 ص 464)

اگر یہ اعتراض ہو کہ ان احادیث سے راعی کہنا کیسے ثابت ہوا تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر انہی احادیث کے ضمن میں ایک ایسا حوالہ پیش کیا جائے گا کہ تمام تصور یا نہ میں زلزلہ برپا ہوگا۔

یہاں چند امور واضح ہوئے کہ:

☆..... اللہ کے نبی ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بکریاں چرانا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

☆..... اللہ کے نبی ﷺ امت کے راہی ہیں۔

☆..... امت آپ ﷺ کی رعیت ہے۔

☆..... اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو راہی فرمایا۔

☆..... جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو راہی کہا۔

بھیڑ بکریوں کی مثال امت کے لئے احادیث نبویہ میں بیان کی گئی ہیں۔ بھڑ بکریوں کی مثال بیان کرنے کی حکمت بھی ان شاء اللہ اپنے مقام پر بیان کی جائے گی۔

لہذا دیباچہ کے دجل سے تو نہ قرآن محفوظ رہا نہ ہی احادیث۔

جمہور امت اور راہی امت کہنا

جس نے حق تسلیم کرنا ہو اس کے لیے ایک حوالہ ہی کافی ہوتا ہے۔ جس نے حق قبول نہ کرنا ہو اس کے لئے دفتر کے دفتر بے سود و بے کار۔

قرآن و حدیث کے دلائل کے بعد اب کسی دلیل کی گنجائش تو رہتی نہیں مگر متلاشیان حق کے لئے اور صداقت امام اہل سنت عظیم البرکت کشف عشق رسول ﷺ معجزہ من معجزات مصطفیٰ ﷺ امام الشاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ کے لئے چند حوالہ جات اکابرین امت کی کتب سے ملاحظہ ہو، تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ جس عظیم ہستی کے بغض میں یہ آج تک جل رہے ہیں ان کی پشت پر جمہور امت کا ہاتھ ہے۔ امام اجل امام قسطلانی اپنی شہرہ آفاق تصنیف لطیف ”المواہب اللدنیہ“ میں باب اسماء النبی ﷺ میں اسم مبارک ”صاحب الہراوہ“ تحریر فرماتے ہیں:

لما کان ﷺ راعیا للخلق ساقا لجمعہم نبی ﷺ جمع مخلوق کے راہی ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”النواہر الاصول“ میں تحریر فرماتے ہیں:

فالرسول عليه الصلوة والسلام هو راعى الخلق والخلق غنمه بعث ليرعاهم
نبي پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمیع مخلوق کے راعی ہیں اور تمام مخلوق ان کی بکریاں وہ انکی رعیت
کے لئے مبعوث ہوئے۔

امام یوسف النہبانی ”جواهر البحار“ میں فرماتے ہیں:

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الى الخلق بمنزلة امير المومر يعطى الامارة والولاية
والرعاية بمنزلة راعى يرعى غنمه (جواهر البحار اول ص ۶۰)
آگے چل کر فرمایا:

فالرسول عليه الصلوة والسلام هو راعى الخلق والخلق غنمه بعث ليرعاهم
لیجئے جناب اب تو قصر دیوبند میں زلزلہ ہی برپا ہوگا۔ امام نبھانی نے تو ایسا ایٹم بم گرایا
جس سے ان کے ایوان لرز اٹھے تمام مخلوق کا راعی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیا گیا تمام مخلوق
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں تسلیم کیا گیا اور بات یہاں تک ختم نہیں ہوئی یہ بھی فرمایا کہ آپ
ان کی رعیت کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ اب انصاف دیکھتے ہیں ان کا کہ کیا جو فتاویٰ
جات انہوں نے امام اہل سنت پر دانغے ہیں کیا وہی فتاویٰ امام نبھانی، امام قسطلانی اور حکیم
ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی دیں گے؟ امام نبھانی اور حکیم ترمذی کی عبارت کافی
طویل اور جامع مضمون پر مشتمل ہے ان شاء اللہ العزیز اپنے مقام پر اس پہ بھی تفصیلی گفتگو
آئے گی۔

یہ چند حوالہ جات نمونے کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اگر کبھی موقع ملا تو جمہور کی کتب سے

در جنوں حوالے ان شاء اللہ العزیز فقیر پیش کرے گا۔

اکابرین دیوبند اور رائی امت کہنا

گزشتہ اوراق میں ہم نے قرآن وحدیث جمہور امت اور اس کی تائید میں چند دیوبندی حوالہ جات سے بھرا اللہ یہ ثابت کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ امت کے سچے رائی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تھا کہ ہم اپنی تائید میں چند دیوبندی علماء کے حوالہ جات بھی پیش کریں گے تاکہ حق سب پر واضح ہو جائے۔

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تصنیف ”حقانیت اسلام“ میں لکھتے ہیں:

”رائی بندگان خدا، کبیل پوش حراء محمد مصطفیٰ ﷺ“ (حقانیت اسلام ص ۳۱ مکتبہ حکیم الامت)

اب کہیے جناب محسن اینڈ کمپنی صاحب! ارعنا کہنے سے تو رائی کہنا زیادہ سخت ہے تو تھانوی صاحب آپ کے بقول تو پکے کافر ہوئے؟ ساجد صاحب! کیا تھانوی صاحب حکم الہی کے منکر ہو کر کافر ہوئے کہ نہیں؟ ابو عیوب صاحب! کیا تھانوی صاحب کو آپ صحابہ سے بڑھ کے انبیاء کے عہدے پہ فائز کرتے ہیں؟ یہ گستاخی کر کے وہ کافر اور واجب القتل کیوں نہیں ہوئے؟

ان کے شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب اپنی کتاب ”سیرت مصطفیٰ ﷺ“ میں ایک طویل مضمون ذکر کرتے ہیں:

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بکریاں چرانا امت کی گلہ بانی کا دیباچہ اور پیش خیمہ تھا (ص 95)

اب بتائیے ذرا کہ ”گلہ بانی“ کے کیا معنی ہیں؟ لغت کی کتابیں اٹھا کر دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ گلہ بانی کہا جاتا ہے ریوڑ چرانے کو۔ تو یہاں ریوڑ کس کو کہا گیا اور گلہ بان کس کو کہا گیا؟ بات یہاں نہیں رکی کا ندھلوی صاحب آگے چل کے لکھتے ہیں:

اونٹ اور گائے کا چرانا اتنا دشوار نہیں جتنا کہ بکریوں کا چرانا دشوار ہے بکریاں کبھی اس چراگاہ میں جاتی ہیں تو کبھی دوسری چراگاہ میں اس لحظہ میں اگر اس جانب ہیں تو دوسرے لحظہ میں دوسری جانب دوڑتی نظر آتی ہیں۔ گلہ کی کچھ بکریاں اس جانب دوڑتی ہیں اور کچھ دوسری طرف اور رامی ہے کہ ہر طرف دیکھتا ہے کہ کوئی بھیڑ یا یاد دہندہ تو ان کی فکر میں نہیں۔ چاہتا ہے کہ سب بھیڑیں اور بکریاں مجتمع رہیں مبادا کہ کوئی بکری گلہ سے علیحدہ رہ جائے اور بھیڑ یا اس کو پکڑ لے جائے صبح سے شام تک رامی اسی فکر میں ان کے پیچھے سرگرداں اور پریشان رہتا ہے یہی حال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا امت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کی اصلاح و فلاح میں لیل و نہار سرگرداں رہتے ہیں۔ امت کے افراد تو بھیڑوں اور بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے ہیں۔

آگے چل کے کا ندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

جس طرح بھیڑیں بھیڑیوں اور درندوں کے خوفناک حملوں سے بے خبر ہوتی ہیں۔ اسی طرح امت نفس اور شیطان کے مہلکانہ حملوں سے بے خبر ہوتی ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں نفس اور شیطان انکو اچک نہ لے جائیں۔

اب لیجئے جناب! بنظر انصاف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شاعت بانکد انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ مکر یو! کس نیند سورعی ہو گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا گرگ خوشخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے۔ کہ ذرا جھپٹنا ہو اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمہاری بے جا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں، بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بے ہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ! وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ زیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھا۔ حقیقی بھیڑیے نے جب اسے شکار کیا اپنے مطلب کو دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنا لیا، اب وہ بھی اکے د کے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کر لے جاتا ہے، اللہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو اس گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آ کر ملو کہ امن چین کا راستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو (سبحان السو ح 72، 71)

الفاظ کے فرق کے علاوہ کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان فرما

رہے ہیں کہ امت بھولی بھالی بھیڑوں کی مانند ہے اور کاندھلوی صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ امت بھیڑوں بکریوں کی مانند ہے۔

اعلیٰ حضرت بھی فرما رہے ہیں کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو درندے لے جاتے ہیں اور کاندھلوی صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت یہی فرما رہے ہیں کہ جماعت سے الگ ہونے والے کو شیطان اپنا شکار کر لیتا ہے یہی بات کاندھلوی صاحب نے کی۔

اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں اس جماعت کے سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں کاندھلوی صاحب نے بھی راعی کا ذکر کر کے کہا یہی حال انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کی فکر میں پھرتے ہیں کہ کہیں شیطان یا نفس کا شکار نہ ہو جائیں۔

پھر ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اعلیٰ حضرت پر فتویٰ اور کاندھلوی کو گلے سے لگانا یہ انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟

یہاں انبیاء علیہم السلام کے بکریاں چرانے کی حکمت بھی بیان کر دی کہ امت کی تربیت کرنا۔ کیونکہ امت بکریوں کی مانند ادھر ادھر گھومتی ہے اور انبیاء ان کو یکجا کرتے ہیں۔ یہاں اب ساجد و نعمانی صاحب بھی بتائیں کہ امت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیڑ بکریاں کہا گیا کیا یہ تو ہین نہیں؟ اگر یہاں تو ہین نہیں تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ پر تو ہین کا الزام لگاتے شرم نہیں آتی؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

یہاں تک ہم نے تفصیل کے ساتھ ”راعی امت“ کہنے کو قرآن وحدیث، جمہور امت اور

اکابرین دیوبند کی کتب سے ثابت کیا اس پر پیش کرنے کو تو درجنوں حوالے موجود ہیں مگر متلاشیان حق کے لئے یہی حوالہ جات کافی ہیں۔ اب شاید کوئی مولوی یہ کہے کہ ہم نے تو احمد رضا خان کو انہی کے گھر کے مولویوں سے کافر ثابت کیا لہذا ان حوالہ جات کا کوئی مقصد نہیں تو یہاں اس پہ بھی تفصیلاً بحث کی جائے گی۔

اول تو دیکھنے سے جو دجل کیا ہے ہم نے اس کا ذکر پہلے ہی کر دیا کہ ہمارے علماء میں سے کسی نے بھی راعی امت کہنے پر فتویٰ کفر نہیں دیا۔

چرواہا کہنے اور داعنا کہنے پہ حکم تکفیر موجود ہے۔ جبکہ راعی امت کہنے اور راعنا کہنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں جیسا کہ ساجد خان صاحب نے کہا مگر تمہارا امام اس حکم (لا تقولوا داعنا) کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔ (دفاع اہل السنۃ ۱۵۵)

اب ساجد صاحب اور دیگر بتائیں کہ اس حکم قرآنی کے انکار کا اطلاق تم لوگوں نے کس لفظ پر کیا؟

اسی لفظ پر جو قرآن وحدیث، جمہور امت اور اکابرین دیوبند نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا؟ اب اس لفظ کا ترجمہ آپ نے جب چرواہا کیا تو بتائے وعہدہم داعون میں چرواہا مراد ہے؟ انک داع سے چرواہا مراد ہے؟ کلکم داع میں کیا چرواہا مراد ہے؟ امام مہبانی، امام قسطلانی، حکیم ترمذی نے کیا چرواہا کہا؟ دیوبند والوں نے کیا راعی امت سے چرواہا مراد لیا؟

تھانوی وکاندھلوی نے کیا انبیاء کو چرواہا کہا؟ اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ معاذ اللہ گستاخ ہیں تو یہ حضرات تو بدرجہ اولیٰ توہین کے مرتکب ہوئے؟

جو حوالہ جات انہوں نے ہماری کتب سے ذکر کئے ان سب میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 104 لا تقولوا راعنا و قولوا انظرونا سے استدلال کیا۔

اس پر ہمارا پہلا سوال ان سے یہ ہے کہ کیا اس حکم الہی کے دیوبندی منکر ہیں؟ کیا وہ اس فتویٰ کو تسلیم نہیں کرتے؟

ساجد خان صاحب نے جو لکھا:

مگر تمہارا امام اس حکم کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔

تو اب ساجد صاحب ہی بتائیں کہ ”اس حکم“ کے انکار پر جو وہ گستاخی کا فتویٰ دے چکے ہیں تو اب یہی فتویٰ قرآن وحدیث تک جا پہنچا کہ نہیں؟

ان کے اس فتوے کی زد میں معاذ اللہ خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے کہ نہ آئے؟ ان کا یہ فتویٰ امام قسطلانی، حکیم ترمذی، امام جمہانی پر لگا کہ نہ لگا؟

اس سے بڑھ کے اور کیا انصاف ہوگا یہ انصاف ان کا نہیں اس خدا کا ہے جس کے ولی سے عداوت کی آگ میں یہ جل رہے ہیں جس لفظ پر دجل سے انہوں نے کفر کا فتویٰ دیا وہ انہی کے گھر کے بزرگ لکھ چکے ہم کل تک کہتے تھے کہ اپنی گستاخانہ عبارات کی بنا پر وہ کافر ہیں ان کو تسلیم نہ تھا آج ان کے کفر کی اقبالی ڈگری یہ خود ہی جاری کر چکے اور گستاخ بھی

ایسے جو حکم الہی کے منکر، واجب النکاح، یہود سے بدتر۔

دیوبندی شیخ اکل و شیخ الاسلام کا فتویٰ

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد نانڈوی صاحب اپنی دشنام طرازیوں سے بھرپور تصنیف ”الشہاب الثاقب“ اور ان کے شیخ اکل رشید احمد گنگوہی صاحب اپنی تصنیف ”لطفائف رشیدیہ“ میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

دربارہ استعمال لفظ بت یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معافی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اکرم ﷺ سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ را عنا بولنے سے منع فرمایا اور انظر ناکا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔ (الشہاب الثاقب ص 229 فتاویٰ رشیدیہ ص 204 لطفائف رشیدیہ ص 2)

اس کے بعد نانڈوی صاحب لکھتے ہیں:

اس بحث کو نہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی اور بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایزاء جناب رسالت مآب ﷺ ذکر کیا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ بس ان کلمات کے کہنے والوں کو منع کرنا شدید چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریاء تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔

اب ذرا گھمن، ساجد ابو عیوب صاحب کے جملہ اعتراضات مد نظر رکھیں اور فیصلہ آپ

پر کہ ”راعی امت“ کہنا اگر ایسا ہے جیسا کہ داعنا کہنا تو اب وہ ہی بتائیں کہ جتنے حوالہ جات ہم نے پیش کئے کیا ان سب پر یہ فتوے لگیں گے؟

آپ کو کافر کا فرقہ کھیل کھیلنے کا شوق تو بہت تھا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس آگ کی چنگاریاں کون کون سے آشیانے جلانے والی ہیں۔

اگر اب بھی کوئی دجال کہے کہ یہ فتوے ہمارے تو نہیں تو اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ ”چٹو بھر پانی میں ڈوب مرو“۔

کیونکہ کسی نے ”داعنا“ کی ممانعت سے ”راعی امت“ کہنا منع نہیں کیا۔ یہ جسارت تم لوگوں نے ہی کی بلکہ گھمن صاحب نے تو تمام حدیں کراس کر دیں یہاں تک جسارت کی کہ ”داعنا“ کہنے سے راعی کہنا زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ داعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی صرف چرواہا۔

تو ہم عرض کرتے جناب! یہ قاعدے آپ کے یہ کلیے آپ کے استدلال اور یہ دجل بازیاں آپ کی آپ کو ہی مبارک ہوں۔ مگر اب گنگا الٹی بہنا شروع ہو گئی ہے ”لا تقولوا داعنا“ راعنا سے بھی سخت لفظ گھمن صاحب کے بقول راعی ہے۔ تو اول تو گھمن صاحب! وہاں فقط راعی نہیں کہا جا رہا امت کا راعی کہا جا رہا ہے اب جب آپ اسے داعنا سے زیادہ گستاخی کہہ چکے ہیں تو اب گنگوہی و ثاندوی صاحبان کے فتاویٰ سے تو وہ سب جنہوں نے راعی کہا اللہ عزوجل، امام الانبیاء علیہ السلام، سیدنا جبرائیل علیہ السلام، امام قسطلانی، امام مہبانی، حکیم ترمذی، دیوبندی اور لیس کاندھلوی، تھانوی یہ سب تو

☆..... ایذا اللہ عزوجل کے موجب بنے

☆..... کلمات کفر کہنے والے

☆.....ان کو روکنا چاہیے

☆.....اگر باز نہ آئیں تو واجب القتل ہیں

☆.....مؤوی و گستاخ اللہ عز و جل کا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

اب خود ہی اندازہ لگائیں کہ سیدی امام اہل سنت پر بھونکنے والے کس طرح اپنوں ہی کے فتاویٰ جات، اپنے ہی دجل کی وجہ سے کس کس کو گستاخ و بے ادب اور واجب القتل بنا چکے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی مزید لکھتے ہیں:

حق تعالیٰ نے راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا النظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہرگز وہ معنی جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور مؤہم اذیت و گستاخی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا لہذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا..... اور علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا لا تقولوا راعنا فوق صوت النبی... کیا صاف حکم ہے کہ اگر تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے تمہارے اعمال حیط ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۴)

لیجئے جناب! اب تو مذکورہ بالا حوالہ سے گنگوہی صاحب نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ اب ذرا سی ہمت دکھائیں کہ جس طرح دجل سے امام اہل سنت کے راعی امت کہنے پر انہوں نے ”لا تقولوا راعنا“ کے حکم کا زبردستی اطلاق کیا اور سہارا ہماری کتابوں کا لیا اب ذرا دیکھتے ہیں کہ اپنوں کے فتوؤں کی تلواریں سے کب ان ہستیوں پر فتویٰ دیں گے جنہوں نے راعی

امت کہا۔

یہاں گنگوہی صاحب نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی صاف لکھ دیا کہ اگر وہ بھی راعی کہتے تو اسی حکم میں شامل ہوتے ان کی آواز بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اونچی ہوتی ان کے اعمال بھی ضبط کر لئے جاتے تو اب جناب گھمن چمن صاحب، اعظم بستی کے ساجد صاحب، ابو عیوب صاحب اور مجاہد صاحب بتائیں کیا امام قسطلانی، امام حکیم ترمذی، امام مہبانی کو اپنے بزرگوں تھانوی و کاندھلوی اور مفتیان دارالعلوم کو کیا صحابہ سے بڑھ کے مانتے ہیں؟ ان کو کیا انبیاء کے درجے سے بڑھ کے مانتے ہیں جو ان کی غلیظ زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اگر بھوکتی نظر آتی ہیں تو صرف اور صرف ذات امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والامت، مجدد مائید ملت، معجزہ من معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پہ۔ یہ فقط ان کے بغض میں جلنے کے سبب ہے اپنے کفری عقائد چھپانے کی غرض سے ان لوگوں نے ایک نیا محاذ کھول لیا۔ حالانکہ یہ بیچارے صدی سے مقروض چلے آ رہے ہیں۔ جو ضر میں ان کو ان کے کبراء کو لگیں تھیں آج تک چیخ رہے ہیں،

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

یہاں تک ہم نے الحمد للہ مختصر اُچند حوالہ جات کے ساتھ ان کے لایعنی اور لغو اعتراض کا جواب دیا ہے جس میں ان کے اعتراضات کے دجل کو آشکار کیا اور امام اہل سنت کے دفاع میں نہ صرف قرآن و حدیث، جمہور امت بلکہ خود دیابنہ کے اکابرین کے حوالہ جات سے سید الوری، سید الانس والجان، باعث تخلیق کائنات، باعث موجود کائنات، سرکار کائنات، وجہ کائنات، رحمۃ اللعالمین، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا راعی کہنا نہ صرف ثابت کیا بلکہ

ان کے جملہ دجل انہی کے اصولوں اور ضابطوں کے تحت انہی پر لوٹا دیئے۔
 ہم منتظر رہیں گے کہ جس انصاف و تفصیل کے ساتھ ہم نے ان کے اس اعتراض کا جواب
 دیا کوئی ان کا بندہ میدان میں آئے اور اسی طرز میں ہمیں جواب دے۔ یا حق کو تسلیم کرتے
 ہوئے سر تسلیم خم کر لے۔ یہ نمونے کے طور پر ہم نے چند حوالہ جات پیش کئے ہیں وگرنہ
 درجنوں دلائل الحمد للہ، حضور اکرم ﷺ کے رائی امت ہونے میں موجود ہیں۔
 ان شاء اللہ جب موقع آیا تو اس موضوع پر مزید تفصیل کے ساتھ معروضات پیش کروں گا۔
 اللہ عز وجل صدقہ اپنے پیارے حبیب، رائی امت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیں حق کو
 سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور کل بروز قیامت ان کی رعیت میں اٹھائے۔
 آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

☆☆☆.....☆☆☆

فرمانِ امام اہل سنت رحمہ اللہ:

شریعت طریقت حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی مخالف نہیں اس کا مدعی اگر
 ہے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین، شریعت حضور اقدس
 سید عالم ﷺ کے اقوال ہیں۔ اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت
 حضور کے احوال، اور معرفت حضور کے علوم بے مثال۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ واصحابہ الی مالایزال (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۶۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی روزِ مرزائیت میں خدمات

مولانا افضل نقشبندی حفظہ اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد!

امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کی روزِ مرزائیت میں خدمات کا اعتراف

دیوبندی علماء کے قلم سے

دیوبندی مسلک کے ”مولانا“ عماد الدین محمود دیوبندی (خطیب مرکزی جامع مسجد چودھوان) نے سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی روزِ مرزائیت میں خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ”فاضل بریلوی ٹرپ اسٹھ“ عنوان کے تحت لکھا ہے:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ ٹرپ اسٹھ اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم اور بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرفِ قادیانیت کے سومنات کے لئے گرزِ محمود غزنوی رضی اللہ عنہ ہے۔“

فاضل بریلوی کا فتویٰ:

”قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ:

”قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق وہ ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضرورت دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا ذبح محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بایںکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔“

(احکام شریعت ص ۱۱۲، ۲۲، ۷۷، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)
 حزیق فرمایا کہ: ”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں، بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، مولانا احمد رضا خان بریلوی)

(عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز واقعات ص ۱۲۸ بار چہارم مارچ ۲۰۰۹ء مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۲۸، ۲۲۹، بار سوم جنوری ۲۰۱۱ء مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ)
 اس اقتباس سے چند باتیں بڑی کھل کر سامنے آ جاتی ہیں:

(۱) نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے۔

(۲) سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچایا۔

(۳) سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے

ہوئے اور شمعِ جرأت جلاتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف ایسا فتویٰ دیا جو قادیانیت کے لئے گرزِ محمود غزنوی رضی اللہ عنہ ہے۔

﴿نوٹ﴾ اس کتاب پر دیوبندی مسلک کے مولوی عبدالقیوم حقانی نے ”پیش لفظ“ لکھا ہے جس میں مذکورہ کتاب کے متعلق یوں لکھا ہے:

”پیش نظر کتاب میں مولانا عماد الدین نے تاریخ کے اوراق سے ان لوگوں کا تذکرہ محفوظ کیا ہے جنہوں نے اپنی جان حب رسول ﷺ میں قربان کر دی۔ یہ کتاب عشق رسول ﷺ اور حب محمد عربی ﷺ کی سفیر ہے۔“

(عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات ص ۲۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۴ مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ)

اسی کتاب پر ”حرفِ اولین“ دیوبندی مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام دارالبن کلاں ضلع ڈیرہ غازی خان کے مہتمم قاضی خلیل احمد دیوبندی نے اس کتاب کے مولف کے متعلق لکھا ہے کہ:

”مولانا کو درس و تدریس کا بھی شوق ہے اور تقریر و تحریر سے شغف بھی، ان کا انداز تقریر و تحریر بے لاگ ہے، جو بات بھی اپنی حد تک درست یا غلط نظر آئے تو اسے کہنے میں بے باک نہیں ہوتا نہ کوئی مصلحت آڑے آتی ہے۔ مولانا عماد الدین کو مشہور مصنف اور بین الاقوامی خطیب برادرِ محترم عبدالقیوم حقانی مدظلہ العالی سے تعلق و نسبت اور سرپرستی و رہنمائی حاصل ہے۔ مولانا عماد الدین محمود کی پہلی کاوش ”اکابر کی شامِ زندگی“ کے منظر عام پر آنے سے ان کے ذوق و شوق کو مزید تقویت ملی اور بہت جلد نقشِ ثانی ”عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات“ نذر

قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات ص ۲۷ مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۸ مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت پر لکھی گئی کتب کا تعارف

دیوبندیوں کے ”شاہین ختم نبوت“ مولوی اللہ وسایا نے روزانیت پر لکھی گئی کتب کے تعارف پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان خفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت پر لکھی گئی نہایت علمی و تحقیقی اور گراں قدر کتب کا تعارف بھی کروایا ہے، ذیل میں (مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر جو تبصرہ کیا ہے وہ ایک ایک کر کے پیش خدمت ہے۔

﴿۱﴾ مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الجزاز الدیانی علی المرتد القادیانی“ پر یوں تبصرہ کیا ہے:

”قادیانی مرتد پر خدائی خنجر“ اس کے نام کا ترجمہ ہے، ۳ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ کو حیات عیسیٰ ﷺ سے متعلق شاہ میر خان قادری نے ایک سوال بھیجا جس کے جواب میں مصنف نے یہ رسالہ تحریر کیا، ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو مصنف کا انتقال ہوا۔ اس لحاظ سے مصنف کی یہ آخری تصنیف ہے، اس میں حیات عیسیٰ ﷺ سے متعلق ضروری مفید بحث آگئی ہے۔“

﴿۲﴾ یہی مولوی اللہ وسایا دیوبندی ”السوء والعقاب علی المسیح الکذاب“ کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”یہ کتابچہ دراصل ایک فتویٰ ہے جس میں روشن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت و رسالت، انبیاء علیہم السلام کی توہین کے ارتکاب کے باعث ضروریاتِ دین کے انکار کے بموجب مرتد تھا، وہ اور اس کے ماننے والے سب دائرہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔ ان سے نکاح شادی میل جول کے تمام وہی احکام ہیں جو مرتد کے ہوتے ہیں۔“

﴿3﴾ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”السوء والعقاب علی المسیح الکذاب“ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی اللہ وسایا دیوبندی لکھتا ہے:

”جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب“ اس کے نام کا اردو ترجمہ ہے، امرتسر سے مولانا عبدالغنی نے سوال کیا تھا کہ کیا کسی خاوند کے مرزائی ہو جانے پر مسلمان عورت اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے؟ اس کا مولانا نے جواب تحریر کیا جس میں مرزا قادیانی کے دس وجہ کفر کو بیان کر کے متعدد فتاویٰ جات کے حوالے درج کئے اور ثابت کیا کہ ایسی صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا۔“

(قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص ۷۰ اسن اشاعت اکتوبر 1990ء ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرزا نیت کے خلاف قلمی جہاد کا اقرار

دیوبندی مسلک کے ”شاہین ختم نبوت“ مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرزا نیت کے خلاف قلمی جہاد کا اقرار یوں کیا ہے:

”مولانا احمد رضا خان نے رو قادیانیت پر پانچ رسائل تحریر کئے،

(1) 1899ء میں ”جزاء الله عدوه بابائنه ختم النبوة“ یعنی دشمن خدا کے ختم نبوت کے انکار کرنے پر خدائی مار۔

(2) ”السوء والعقاب على المسيح الكذاب“ یہ 1902ء میں تحریر فرمائی، مولانا عبد الغنی نے امرتسر سے ایک سوال بھیجا تھا کہ ایک مرد قادیانی ہو گیا ہے تو اس کی زوجیت کا کیا حکم ہے؟ اس میں آپ نے مرزا قادیانی کے دس وجوہات کفر بیان کئے ہیں۔

(3) 1905ء میں رسالہ ”قهر الديان على مرتد بقاديان“ تحریر کیا اس میں مرزا قادیانی کے الہامات کو رد کر کے عظمت اسلام کو اجاگر کیا ہے۔

(4) 1908ء میں آپ نے ”المبين ختم النبیین“

(5) 1921ء میں الجواز الديانی على المرتد القاديانی تحریر فرمایا اور یہ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف ہے آپ کی ان پانچوں کتابوں پر مشتمل مجموعہ بھی بازار میں مل جاتا ہے۔ یاد رہے کہ آپ کا مرتب کردہ تذکرہ فتویٰ ”السوء والعقاب على المسيح الكذاب“ فتاویٰ ختم نبوت جلد سوم میں بھی شامل ہے۔“

(چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ ج ۲ ص ۵۸۷ بار اول اپریل 2016ء مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے مرزائیت کے خوب پیچھے اوجھڑے ہیں

دیوبندی مسلک کے ”شاہین ختم نبوت“ مولوی اللہ وسایا نے امام احمد رضا خان قادری کی کتاب ”جزاء الله عدوه بابائنه ختم النبوة“ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی سزا اس کے نام کا ترجمہ ہے، ختم

نبوت کے عنوان پر مفید بحث ہے، مرزائیت کے خوب بچھے ادھیڑے لگے ہیں۔

آخر میں مختلف علماء کرام کے فتاویٰ جات شامل ہیں۔“

(قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص ۷۵ سن اشاعت اکتوبر 1990ء ناشر

حالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ وقت کے جید عالم دین ہیں اور قادیانیت کو غیر مسلم قرار دیا آج T.V کے ایئر پر سن حمزہ علی عباسی نے 13 جون 2016ء کی رمضان ٹرانسمیشن میں نہ صرف مذہبی بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئینی سرحدوں کو پامال کیا، حمزہ علی عباسی کو شاید علم نہیں تھا کہ ابتدائی جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف سب سے پہلے ایک اسلامی ریاست ”ریاست مدینہ“ نے ہی فیصلہ کیا تھا۔ بہر حال اس ناگہانی واقعہ کے بعد نیوزون T.V پر عشق رمضان پروگرام کے میزبان شبیر ابوطالب نے حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی سے اس مسئلہ پر رائے لی تو حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی نے حمزہ علی عباسی کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔

دیوبندی مسلک کے ”شاہین ختم نبوت“ مولوی اللہ وسایا نے حمزہ علی عباسی کے خلاف قانونی کارروائی کے مطالبہ کے لئے جو کھلا خط چیمبر مین ہیرا کے نام شائع کیا اس میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی رد قادیانیت میں خدمت کا یوں اقرار کیا ہے:

جناب عالی! جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اس روز سے علماء کرام مولانا پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ..... مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ..... اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ ایسے اپنے وقت کے جید علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو مسلم امت سے علیحدہ قرار دیا۔“

(ماہنامہ لولاک ملتان، ج ۲۰ شمارہ نمبر ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ ستمبر ۲۰۱۶ء ص ۳۸)

اس اقتباس میں مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ ”رحمۃ اللہ علیہ“ بھی لکھا ہے اور آپ کو جید عالم دین بھی قرار دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اللہ وسایا دیوبندی کے نزدیک سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ختم نبوت کے علمبردار تھے۔

☆☆☆.....☆☆☆

سوال: کیا شارلٹ المنظر نے پہلی بار سرکاری طور پر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا تھا یا ان سے پہلے بھی کسی مسلمان حکمران سے سرکاری طور پر یہ اہتمام ثابت ہے؟

جواب: ۳۸۴ھ میں جلال الدولہ سلطان ملک شاہ سلجوقی حکمران نے بغداد میں ایک تاریخی محفل میلاد کا اہتمام کیا تھا۔

(الکامل فی التاريخ، اشاعت دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ج ۸ ص ۷۴، ۷۵، ۷۶)

دیابنہ سے مناظرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام علیہا رسول اللہ

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ اپنے اصولوں و تحریرات کے مطابق چیلنج کریں
فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ کے بعض فتنہ باز ایرے غیرے تھو خیرے نام نہاد
مناظر حضرات اکثر اپنے اسٹیجوں پر بیٹھ کر یا سوشل میڈیا پر ”اہل حق اہل سنت و جماعت حنفی
بریلوی“ کو مناظرے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں حالانکہ متعدد بار ہم اہل سنت و جماعت کی
طرف سے ان وہابیہ دیابنہ کے چیلنج کو قبول کیا گیا لیکن بعد میں فرقہ وہابیہ کے نام نہاد مناظر
دُم دبا کر بھاگ نکلے۔ آج ہم فیصلہ کن بات کرتے ہیں کہ اگر فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ
اسمعیلیہ میں ہمت و جرأت ہے اور بزبان بعض علما دیوبند وہ حلالی دیوبندی ہیں تو اپنے
اصولوں اور تحریرات کے مطابق مناظرہ کا چیلنج کریں۔

(1)..... کیونکہ خود آپ کے نام نہاد مناظر محمد الیاس گھمن صاحب کی کتاب ”اصول
مناظرہ“ کی تقدیم کے تحت ”دیوبندیوں کی تنظیم کے مرکزی امیر منیر احمد منور نے لکھا ہے کہ:
”جب مناظرہ کا چیلنج دیں تو ان کو کہا جائے کہ اپنی جماعت کے لیڈر پیٹ پر یہ چیلنج
تحریری طور پر دیں جس پر ان کے چند معتبر آدمیوں کے دستخط ہوں“

(اصول مناظرہ نمبر 6 صفحہ 10)

اور گھمن نے اس اصول کی تردید نہیں کی تو اصول دیابنہ کے مطابق کامل اتفاق ٹھہرا۔

(2)..... اسی طرح دیوبندی مولوی سیف اللہ تونسوی نے اصول لکھا ہے کہ:

”جب بھی کوئی باطل فرقہ ”مناظرہ“ کا چیلنج دے تو ان سے مطالبہ کریں کہ اگر واقعی وہ ”مناظرہ“ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے جماعتی پیڈ یا عدالتی اسٹامپ پیپر پر لکھ کر باقاعدہ چیلنج دیں، جس پر ان کے ذمہ داران کے دستخط ہوں۔ ساتھ شناختی کارڈ کی کاپی بھی ہو“..... کھلے میدان میں مناظرہ کی حکومت کی طرف سے منظوری اور امن وامان کی ذمہ داری سرکاری کاغذ پر حاصل کر کے دیں“

(مناظرہ کے اصول و آداب: باب ششم: ص 81)

(3)..... دیوبندی نام نہاد مناظر رب نواز کی کتاب میں مناظرے کے لئے یہ شرط بھی لکھی گئی ہے کہ:

”اس لیٹر ہیڈ کو ملک کے بڑے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم میں شائع کروائے“ (فرقہ لاثانیہ کے عقائد و نظریات: ص ۲۰۷)

تو فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ ہمت کریں اور اپنے ان اصولوں کے مطابق چیلنج دیں

(۱)..... اپنی جماعت کے لیٹر ہیڈ پر تحریری طور پر چیلنج کریں۔

(۲)..... ساتھ عدالتی اسٹامپ پیپر پر لکھ کر باقاعدہ چیلنج دیں۔

(۳)..... جماعتی لیٹر ہیڈ اور اسٹامپ پیپر پر اپنے ذمہ دار علماء (تلق عثمانی جیسے) کے دستخط کروائیں اور شناختی کارڈ کی کاپیاں بھی ہوں۔

(۴)..... حکومت کی طرف سے مناظرے کی منظوری لیں۔

(۵)..... امن وامان کی ذمہ داری سرکاری کاغذ پر لکھ کر دیں۔

(۶)..... اس چیلنج کو ملک کے بڑے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم

میں شائع کروائیں۔

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ اپنے ان مذکورہ بالا اصولوں اور تحریرات کے مطابق مناظرہ کا چیلنج کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم! ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی آپ کے چیلنج کو قبول کریں گے۔ اب اگر کوئی ایرا غیر انتہو خیرا وہابی دیوبندی احمدی اپنے ان اصولوں کے خلاف اپنے بل میں بیٹھ کر چیلنج چیلنج کا ڈرامہ کرتا ہے تو وہ اپنے اصولوں کا باغی و غدار مانا جائے گا اور اس کا چیلنج محض ڈرامہ بازی تصور کیا جائے گا۔

نوٹ: اگر کوئی وہابی دیوبندی احمدی اسمعیلی یہ کہتا ہے کہ یہ اصول تو راہ فرار اختیار کرنے کا بہانہ ہے۔ تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب یہ اصول و تحریرات خود تمہارے دیوبندی احمدی علماء کے تحریر کردہ ہیں تو اگر یہ اصول و تحریرات راہ فرار کا بہانہ ہیں تو راہ فرار کا بہانہ خود تمہارے علماء وہابیہ دیابنہ نے اختیار کیا ہے، نیز جب یہ اصول خود تمہارے وہابی دیوبندی علماء نے لکھے ہیں تو تم ان کو بہانہ کہہ کر ان کے منہ پر تھوک رہے ہو۔ لہذا اپنے اصولوں سے بغاوت و غداری کے بجائے ان پر عمل کریں۔

”مناظرے کا موضوع بیٹھ کر طے کر لیں گے، ان شاء اللہ“

